﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۹ — جمعۃ المبارک ۱۴؍جون ۲۰۰۲ء — ۲؍ربیع الثانی ۱۴۲۳ ہجری قمری ۞ ۱۴؍احسان ۱۳۸۱ ہجری شمسی — شمارہ ۲۴

خدائی خلعت

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ تجھے ایک قمیص پہنائے گا اور اگر منافقین تجھ سے اس قمیص کے اتارنے کا مطالبہ کریں تو اسے ہرگز نہ اتارنا یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو۔ یہ بات حضور نے تین دفعہ فرمائی۔

(مسند احمد بن حنبل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے

فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت ﷺ نے اصلاح کا طریق بتایا ہے

”پس میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی اور طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو آنکھ عطا کرتا ہے تو وہ دیکھ لیتا ہے کہ ہر ایک روشنی جو ان ظلمتوں سے نجات دے سکتی ہے وہ آسمان سے آتی ہے۔ اور انسان ہر وقت آسمانی روشنی کا محتاج ہے۔ آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتی جب تک سورج کی روشنی جو آسمان سے آتی ہے، نہ آئے۔ اسی طرح باطنی روشنی جو ہر ایک قسم کی ظلمت کو دُور کرتی ہے اور اس کی بجائے تقویٰ اور طہارت کا نور پیدا کرتی ہے آسمان ہی سے آتی ہے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا تقویٰ، ایمان، عبادت، طہارت، سب کچھ آسمان سے آتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ وہ چاہے تو اس کو قائم رکھے اور چاہے تو دور کر دے۔

پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشئی محض سمجھے۔ اور آستانۂ اُلوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے۔ اور اس نُورِ معرفت کو مانگے جو جذبات نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرح صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کو فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئی سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اُسے حقیر سمجھتا ہے۔

مَیں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گُم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اُسے دوبارہ قائم کرے۔

عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ ان کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ ان کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے۔ اس لئے اُن کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اور ہی قسم کی ہیں۔ جیسے ذکر ارّہ وغیرہ جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھُلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو۔ اور اس کو اس نے اس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے۔ پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت ﷺ نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۶۔۲۷۸)

آنحضرت ﷺ کی رسالت اور نبوت کے ثبوت پر قانون فطرت جو خدا کا فعل ہے، گواہ ہے اور کتاب سابق کا علم بھی کافی گواہ ہے

محض الہام جب تک اس کے ساتھ فعلی شہادت نہ ہو ہرگز کسی کام کا نہیں

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ، لغت و تفاسیر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت الشہید اور الشاہد کا تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱؍مئی ۲۰۰۲ء)

(لندن ۳۱؍مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آج بھی گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلشَّھِیۡد اور اَلشَّاھِد کے مختلف پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے آج سب سے پہلے لغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں اَلشَّھِیۡد اور اَلشَّاھِد کے جو معنی بیان کئے گئے ہیں ان کا ذکر فرمایا اور لفظ شَھِیۡد کہ جو معنے عرف عام میں مستعمل ہیں ان کے پیش نظر بعض احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں اور بتایا کہ آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شَھِیۡد ہے اور جو شخص اپنے اہل و عیال کی حفاظت

کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ اسی طرح حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مراتب تک پہنچا دیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر پر ہی جان دے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے قرآن مجید کی مختلف آیات پڑھ کر سنائیں جن میں اللہ تعالیٰ کی صفت شہید کا ذکر ہے اور پھر ان آیات کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور مفسرین بالخصوص حضرت امام رازیؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے بیان کردہ نکات پڑھ کر سنائے۔ حضرت امام رازی سورۃ الرعد کی آیت ۴۴ کے تحت لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی نبوت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے۔ اور معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کی شہادت کا بلند ترین مرتبہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی رسالت اور نبوت کے ثبوت پر قانون فطرت جو خدا کا فعل ہے گواہ ہے اور کتاب سابق کا علم بھی کافی گواہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ محض الہام، جب تک اس کے ساتھ فعلی شہادت نہ ہو ہر گز کسی کام کا نہیں۔

❀❀❀❀..................❀❀❀❀

اس کو دیکھا ہے آنکھ بھر کے آج

اس کو دیکھا ہے آنکھ بھر کے آج
شاید اب ہوگا دردِ دل کا علاج
تیرے بے مال و زر فقیروں پر
آسماں سے اتر رہا ہے اناج
جب محبت اڑان پر آئی
روک پایا معاشرہ ، نہ سماج
یاد آؤ تو شعر کہتے ہیں
زخم سے زخم کا کیا ہے علاج
جز ندامت کے زندگی کیا ہے
تیرے بس میں ہے رکھ ہماری لاج
قرب میں دُور ، دوریوں میں قریب
ہے محبت کا بھی عجیب مزاج

(آصف محمود باسطؔ)

اندرون ملک خانہ دہشت گردی

(تحریر (انگریزی) اردشیر کاؤس جی۔ اردو ترجمہ: رشید احمد چوہدری)

پاکستان کے ایک نامور ادیب و کالم نگار اردشیر کاؤس جی اپنے ایک کالم میں پاکستان میں ہونے والی تشدد آمیز کارروائیوں کی تفصیل دیتے ہوئے جماعت احمدیہ پر ہونے والے ظلم و ستم کے بارے میں بھی اظہار خیال کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ہم الفضل انٹرنیشنل کے قارئین کے لئے درج ذیل کر رہے ہیں:

"شاید مذہبی دہشت گردی کی سب سے زیادہ شکار جماعت احمدیہ ہے۔ اس کی شدت کا اندازہ اپریل ۱۹۸۴ء تا اپریل ۱۹۹۹ء کے ان مقدمات کے خلاصے سے لگایا جا سکتا ہے جو جماعت احمدیہ کے اراکین کے خلاف دائر کئے گئے۔

تعداد مقدمات	جرم	مقرر کردہ سزا
۱۸۹	توہین رسالت	سزائے موت (لازمی) اور جرمانہ
۱۰	قرآن پاک جلانا	عمر قید
۳۷۸	اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا	تین سال قید اور جرمانہ
۹۳	نماز پڑھنا	تین سال قید اور جرمانہ
۲۷	صد سالہ احمدیہ جوبلی منانا	تین سال قید اور جرمانہ
۵۰	سورج اور چاند گرہن کے صد سالہ نشان کی تقریب منانا	تین سال قید اور جرمانہ
۷۴۸	کلمہ طیبہ کی نمائش کرنا	تین سال قید اور جرمانہ

☆......نیز جماعت احمدیہ کے سربراہ (خلیفۃ المسیح) پر ان کی عدم موجودگی میں ۱۷ توہین رسالت کے مقدمات درج کئے گئے۔ یاد رہے کہ توہین رسالت کی سزا، سزائے موت لازمی اور جرمانہ مقرر ہے۔

☆......جماعت احمدیہ کے ۱۲۹۶ اراکین پر دیگر کئی قسم کی دفعات کے تحت مقدمات قائم کئے گئے ہیں۔

☆......۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء کو ربوہ کی مجموعی آبادی جو ۳۵۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/C کے تحت پرچہ کاٹا گیا۔

دفعہ 298/C: "قادیانی گروپ کا کوئی فرد جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرتا ہے یا اس کی اشاعت کرتا ہے۔

قادیانی یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں یا کوئی اور نام رکھتے ہیں) کا کوئی فرد جو بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے یا مسلمان کہلاتا ہے یا اپنے عقیدہ کو اسلام بتاتا ہے یا اپنے عقیدہ کی تبلیغ کرتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے یا دوسروں کو اپنے عقیدہ کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے خواہ وہ الفاظ کے ذریعہ بولے گئے ہوں یا لکھے گئے ہوں یا مرئی اظہار سے یا کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاتا ہے تو اس کی سزا تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانہ کی سزا کا بھی مستحق ہوگا"۔

اس قانون کو تعزیرات پاکستان میں مدغم کر دیا گیا ہے اور اس کا نام "قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام حرکات" رکھا گیا ہے۔ (امتناعی و سزا آرڈیننس XX ۱۹۸۴ء)

مذکورہ بالا مقدمہ کی ایف آئی آر ربوہ تھانہ کے ایس ایچ او محمد عاشق مارتھ نے تیار کی، لکھی اور مقدمہ درج کیا۔ اس کے اندراج کے تحت پینتیس ہزار سے زیادہ آبادی پر بحیثیت مجموعی جرم عائد کیا گیا کہ انہوں نے کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات کو اپنی قبروں، عمارات اور جماعت کے دفتروں نیز عبادت گاہوں اور کاروباری مراکز پر کندہ کرایا ہے یا لکھا ہے۔ ان پر مزید یہ فرد جرم عائد کی گئی کہ انہوں نے مسلمانوں کو السلام علیکم کہا ہے، کلمہ طیبہ کا ورد کیا ہے اور متعدد بار اسلامی حرکات بجا لانے کے مرتکب ہوئے ہیں"۔

اردشیر کاؤس جی لکھتے ہیں کہ ان قوانین کے تحت ایذا رسانی عام ہے۔ مثال کے طور پر وہ سندھ کے ایک شخص ایوب کھوسو کا ذکر کر کے بتاتے ہیں کہ ایوب کھوسو سندھ کا ایک نوجوان شاعر و ادیب ہے جو جھڈو نزد میر پور خاص میں ایک سکول میں ٹیچر کے طور پر تعینات ہے۔ اسے میر پور خاص کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے ۱۷ سال سخت کی سزا دی ہے۔

ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ایک سندھی اخبار "الاکھ" جو اب بند ہو چکا ہے میں توہین رسالت پر مبنی ایک کالم لکھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایوب کے پاس اتنے مالی وسائل نہیں کہ وہ کسی وکیل کی خدمات حاصل کر سکیں اس لئے وہ مدد کے محتاج ہیں۔

اس کے بعد وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں مزید لکھتے ہیں کہ:

"ان تمام مقدمات میں سے ایک انتہائی حیران کن مقدمہ ایک اور سندھی نوجوان نذیر احمد کھوسو کا ہے جس کی عمر ۱۷ سال ہے۔ نذیر احمد کھوسو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس پر یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس کے علاوہ اسی طرح کے دیگر الزامات بھی عائد کئے گئے ہیں۔

۱۴ دسمبر ۲۰۰۱ء کو حیدر آباد کی انسداد دہشت گردی کی عدالت نے انہیں مجموعی طور پر ۱۱۸ سال کی جیل کی سزائیں سنائی جو لگاتار یکے بعد دیگرے بھگتنا ہونگی۔ اس معاملہ کو ہائی کورٹ میں پیش کیا گیا۔ ہائی کورٹ نے اس کیس کو دوبارہ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں بھجوایا جس نے غور کے بعد اپنے فیصلے کو بدل کر قید میں تخفیف کی اور سزا ساٹھ (۶۰) سال نافذ کی۔ نذیر احمد کھوسو اس وقت حیدر آباد جیل میں ہے اور اس کی طرف سے سزا کی خلاف اپیل کر دی گئی ہے"۔

(روزنامہ ڈان کراچی۔ ۱۲/مئی ۲۰۰۲ء)

تاریخ احمدیت کا ایک ورق

ایک انگریز مشنری قادیان میں

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

ڈاکٹر تھیوڈر پینل (Dr Theodore Leighton Pennel) مشہور انگریز مشنری تھے جو افغانستان اور بنوں میں عرصہ دراز تک عوام کی طبی خدمات بجالانے کے ساتھ ساتھ تبلیغ عیسائیت میں بھی دیوانہ وار مصروف رہے۔ انہوں نے ۱۸۹۲ء میں برصغیر میں قدم رکھا اور مارچ ۱۹۱۲ء میں وفات پائی۔

ڈاکٹر صاحب موصوف ۴؍جنوری ۱۹۰۴ء کو مرکز احمدیت قادیان بھی گئے جہاں ان کی خوب خاطر مدارات کی گئی اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے پیغام اسلام پہنچانے کا حق ادا کردیا۔ ڈاکٹر تھیوڈر پینل نے اپنی یادداشتوں میں خود اس تاریخی سفر کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح حضرت مولانا نورالدین بھیروی جیسے عظیم الشان عالم دین ایک چٹائی پر بیٹھے مشرقی طرز پر شاگردوں کو حدیث پڑھا رہے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی نسبت ان تاثرات کا اظہار کیا کہ انہوں نے انسائیکلوپیڈیا کا نہایت باریک نظری سے مطالعہ کر رکھا ہے۔ حضرت حجۃ اللہ نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ سے ملاقات کی نسبت لکھا کہ انہوں نے سب کچھ دین کے لئے وقف کر رکھا ہے اور بڑی سادگی سے اس گاؤں میں زندگی گزار رہے ہیں۔

ڈاکٹر پینل نے یہ بھی اعتراف کیا کہ اس جماعت کی جن چیزوں نے انہیں متاثر کیا ہے ان میں جماعتی پریس، ہائی سکول، کالج اور بورڈنگ ہاؤس بھی تھا جن سب کا انتظام نہایت احسن رنگ میں چلایا جا رہا تھا۔ ایک خاص بات انہوں نے یہ نوٹ کی کہ اگلے روز صبح کے وقت سخت سردی کے باوجود لوگ صحن میں نماز کے لئے موجود تھے جس کے بعد انہوں نے آدھ گھنٹہ تک تلاوت قرآن بھی کی۔ اکثر اساتذہ معمولی تنخواہوں پر والہانہ جذبہ اور محنت سے پڑھا رہے تھے اور عملاً انہوں نے اپنے تئیں اس کار خیر کے لئے وقف کر رکھا تھا۔

ڈاکٹر پینل نے ان تاثرات کا اظہار جن الفاظ میں کیا اس کا متن درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

Maulvi Muhammad Sadiq, the headmaster of the Mirza's High School received us with the greatest Courtesy, and gave us one of the school room to rest in and shortly after , as the Mirza was indisposed and unable to see us, we were taken into the presence of his lieutenant Maulni Nur-ud-din. This Maulvi is very learned, probably the most learned in Qadian; he comes from the town of Bhera on the Jhelum, and has been a disciple of the Mirza for some years. He was teaching theology to a large class of youths and men in Eastern fashion, reclining on a simple mat and cushion himself, while his pupils sat on the ground around him.Tea was brought in for us and him while he went on teaching. The Hadis from which the pupils were reading was on the subject of Prayer, and the Maulvi explained the passage with great force and perspicuity as the pupil read them out.

After some dissertation on the correct intonation of prayers, he took up a comparison of the text of the Quran and the Bible, showing how the custom of committing the former to memory had resulted in its verbal correctness. Following the same line,M.Muhammad Sadiq compared with this the recent criticisms on the Bible by the Christian expositors, and the Encyclopaedia Biblica, which he seemed to have studied minutely, afforded him an inexhaustible store of arguments. After this the midday meal was brought in to which we did ample justice: this over, we were sent for by a connection of the Nawab of Maler Kotla State, who had become a disciple of the Mirza's. He had devoted himself and his resources to the latter's service, and was living in a simple and almost Spartan manner in the village.I had a long conversation with him and some others of the Mirza's followers, and also had an opportunity of seeing the printing press where the papers and periodicals, on which this sect relies so much , are printed, and High School, College classes and boarding house. Though the building for the latter were second-rate, yet the management seemed good, and the inmates orderly and well trained; in particular I noticed that though the next morning was chilly and drizzly, yet all were up at the first steak of dawn and turned methodically out of their warm bed into the cold yard, proceeding to the mosque where all united in morning prayers, after which most of them devotd themselves to reading of Quran for half an hour or more. Many of the masters, too, seem very earnest in their work, and have renounced much higher emoluments for nominal salaries in the cause to which they have devoted themselves".

("Penell of the Afghan Frontier") مؤلفہ اے ایم پینل صفحہ ۲۱۹ تا ۲۲۱۔ مطبوعہ نومبر ۱۹۱۴ء)

Among the Wild Tribes of The Afghan Frontier مؤلفہ ٹی ایل پینل صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸۔ مطبوعہ لندن ۱۹۰۹ء)

مشنری ڈاکٹر تھیوڈر پینل کا قادیان میں قیام

اگرچہ صرف ایک روز کا تھا تاہم بزرگان سلسلہ نے صلیب کے اس پرجوش منادی کو جسے برطانوی حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی پورے جذبۂ ایمانی اور محققانہ شان و تمکنت کے ساتھ دعوت اسلام دی اور دین مصطفیٰؐ کی تبلیغ کا حق ادا کردیا۔

اس ضمن میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کے قلم سے شائع شدہ رپورٹ (اخبار "الحکم" ۱۰؍جنوری و ۱۷؍جنوری ۱۹۰۴ء) کے بعض اہم اقتباسات قارئین کے اضافہ معلومات کے لئے ذیل میں زینت قرطاس کئے جاتے ہیں۔ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:۔

"۴؍جنوری ۱۹۰۴ء کی صبح کو گورے رنگ بھوری داڑھی اور نیلی آنکھوں والا ایک سادھو گیروے کپڑے پہنے ہوئے سر پر گیروی پگڑی باندھے ہوئے ننگے پاؤں پر موٹا دیسی جوتا پہنے ہوئے آنکھوں پر عینک چڑھائے ہوئے بائیسکل پر سوار مع ایک اور ساتھی جو لباس میں اس کا ہمرنگ اور دوسری بائیسکل پر سوار تھا قادیان میں آوارد ہوا۔ اور بیان کیا کہ مرزا صاحب کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں۔ لوگ اسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے مکانات کی طرف لے آئے جہاں ہیڈ ماسٹر مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب نے اس کی شکل اور لب و لہجہ سے معلوم کر کے کہ یہ انگریز دیسی لباس میں ہے فوراً اس کے واسطے خاطر داری کے ساتھ آرام کی جگہ تیار کرا کے اسے اتارا اور حالات دریافت کئے۔ معلوم ہوا کہ یہ صاحب ڈاکٹر پینل ہیں جو انگلستان کے باشندہ اور چرچ آف انگلینڈ کے مشنری ڈاکٹر ہیں۔ گیارہ سال سے بنوں میں کام کرتے ہیں۔ پشتو اور اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور اب فقیرانہ لباس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بزرگوں سے ملاقات کے ارادہ کے لئے اور جابجا وعظ کرنے کی نیت سے بنوں سے اپنا نکلنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار ماہ کے عرصہ میں کلکتہ تک پہنچنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہاں تک بائیسکل پر آئے ہیں اور آئندہ سفر بھی بائیسکل پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ساتھی ایک نوجوان لڑکا تھا جس کو ڈاکٹر صاحب اپنا متبنیٰ بیٹا کہتے تھے اور ظاہر امور میں بظاہر ڈاکٹر صاحب کے رنگ میں رنگین تھا۔

خاکسار ایڈیٹر اور دوسرے احباب نے جن کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی ان کی خدمت میں بہت اصرار کیا کہ جب ڈاکٹر صاحب مختلف مقامات میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کو دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں تو یہ مقام سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ سب سے زیادہ ٹھہریں کیونکہ بلحاظ دعوے کے اور اس کے ظاہری نتائج کے اس جگہ ایک ایسا شخص اور ایک ایسا سلسلہ اور ایسا فرقہ مذہب موجود ہے کہ بلحاظ عظمت و شان کے اس کا مقابل، اس وقت تمام دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب پہلے سے ٹھان چکے تھے کہ ایک دن سے زیادہ نہیں ٹھہریں گے اس لئے وہ اپنے پروگرام کو نہ توڑ سکے اور بسبب اس کے کہ حضرت اقدس کی طبیعت علیل تھی، آنحضرت کی ملاقات کے بغیر ہی ڈاکٹر صاحب دوسری صبح واپس چلے گئے۔ تاہم اس تھوڑے عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس پاک سلسلہ کے حالات کے متعلق مختلف احباب سے بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ہم ذیل میں مختصراً وہ چند باتیں تحریر کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس حدیث میں اور مفتی محمد صادق صاحب کی زبانی ڈاکٹر صاحب نے سنیں۔ ڈاکٹر صاحب ان سب باتوں کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور عموماً سر تسلیم ہلاتے رہے اور ہاں ہاں کرتے رہے۔ لیکن کہیں کہیں اگر ڈاکٹر صاحب نے اثناء گفتگو میں کوئی کلام یا سوال کیا تو وہ بھی ہم اس جگہ درج کردیں گے۔

ڈاکٹر صاحب کے تھوڑی دیر کے پہنچنے کے بعد مفتی صاحب ان کو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی نشست گاہ میں لے گئے جہاں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے مطابق درس حدیث جو طلباء کا روزانہ سبق تھا شروع ہوا جس میں پہلے حضرت مولانا موصوف نے اس بات پر چند کلمات فرمائے کہ احادیث میں راویوں کے نام ذکر کرنا اور درجہ بدرجہ ایک روایت کو نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ اصل متکلم تک پہنچانا یہ پاک طریق صرف اسلامی کتب میں پایا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے تمام مذاہب کی روایات خواہ ان کا راوی اصل متکلم سے کتنے ہی بعد ہوا ہو بغیر کسی سند کے یوں ہی ذکر کردی جاتی ہیں جس سے ان کی صداقت پر بہت کچھ شبہ پڑتا ہے۔

پھر احادیث میں طلباء نے یہ ذکر پڑھا کہ ہر رکعت میں قرآن شریف کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہئے اس پر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ قرآن شریف اصل زبان اور عبارت میں محفوظ رہے۔ چنانچہ اس وقت سے قرآن شریف کی پوری حفاظت سینہ بسینہ ہو رہی ہے۔ قرآن شریف کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ ایسا پڑ نہیں سکتا۔ جیسا کہ توریت اور اناجیل کی عبارتیں بہت سی شکوک و شبہات کے نیچے دب گئی ہیں۔ بلکہ اکثر محقق عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت سا حصہ جعلی اور ان لوگوں کا نہیں جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور اصل زبان اناجیل کی تو بالکل دنیا سے مفقود ہی ہو گئی ہے۔ اسی سبق میں طلباء نے کئی جگہ پڑھا کہ اُس مقام پر آنحضرت ﷺ نے وہ سورۃ پڑھی اور اس مقام پر وہ سورت پڑھی۔ اس پر حضرت مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن شریف کی آیات اور سورتوں کی ترتیب سب اُس مقدس رسول کے زمانہ سے چلی آتی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ بعد میں کسی نے آیات اور سورتوں کی ترتیب وغیرہ کی ہے"۔

حضرت عرفانی صاحبؓ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی ڈاکٹر پینل سے لاجواب گفتگو کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:

"حضرت مفتی صاحب نے فرمایا: ایمان ایک بڑی دولت ہے اور ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ دنیا میں جس قدر راستباز ہوئے، انبیاء اولیاء اور ان کے مخلص دوست اور پیرو سب ایمان کی قوت سے فتح پاتے رہے اور دنیا میں اپنا سکہ جماتے رہے۔ یہ ایمان ہی تھا جس نے حضرت موسیٰ کے لئے سمندر خشک کردیا۔ اور وہ ایمان ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم کے لئے آگ کو

ٹھنڈا کر دیا تھا اور وہ ایمان ہی تھا جس نے حضرت مسیحؑ کو صلیب کی لعنتی موت سے بچایا۔

ایمان وہ شے ہے جس کی نسبت حضرت عیسٰیؑ اپنے حواریوں سے انجیل میں فرماتے ہیں کہ اگر تجھ میں رائی کے برابر ایمان ہے تو اگر پہاڑ کو کہے کہ یہاں سے اٹھ کر وہاں چلا جا تو وہ چلا جائے گا۔ جب کبھی دنیا سے یہ ایمان اٹھ جاتا ہے اور لوگ پست ہمت اور بے یقین ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی ایسا آدمی مبعوث کرتا ہے جو اس ایمان گم شدہ کو دوبارہ دنیا میں قائم کردے اور اپنی قوت ایمانی کے معجزات اور خوارق دکھلا کر دنیا کو اس اعلیٰ اور برتر ہستی کی قوت تام اور حسن تام قدس تام اور ان کے ازلی ابدی ہونے پر لوگوں کو یقین دلادے۔ اس شخص کے یقین، توجہ اور ہمت میں ایسی خداداد طاقت ہوتی ہے کہ مخلوق الٰہی اس کی صحبت سے اور اس کے پاک انفاس کی برکت سے بدی پر ایک غلبہ پاتی ہے اور اپنے شیطان کو فنا کر کے اور اپنی بدکاریوں کو چھوڑ کر خدائے واحد لاشریک کی محبت اور عبادت اور فرمانبرداری میں یگانہ و یکطرفہ ہو جاتی ہے۔

اس وقت یورپ اور امریکہ کے ممالک میں جس قدر بے ایمانی اور کلام الٰہی کی بے ادبی اور معجزات و خوارق کا انکار اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بے عزتی بیباکی کے ساتھ ہو رہی ہے وہ سب اس امر کا نتیجہ ہے کہ ان ممالک کے عیسائیوں میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں رہا جو اس درجہ کی قوت ایمانی اپنے اندر رکھتا ہو جس کا ذکر خود حضرت مسیحؑ نے کیا تھا کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو تم پہاڑ کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ بھیج سکتے ہو یعنی نہایت ہی مشکل اور سخت کام بھی تمہارے آگے آسان ہو جائیں گے۔

چنانچہ ہم ان کتب اور رسالجات اور اخبارات اور ذاتی خطوط میں جو برابر یورپ اور امریکہ سے ہمارے پاس آرہے ہیں اور ہم روز پڑھتے ہیں کہ ان ممالک کے فاضل اور علماء بائبل کو محرف و مبدل، جعلی، غلط، جھوٹ، افسانہ اور لغو کلام مانتے ہیں۔ اور یہ باتیں نہ صرف انہیں ممالک تک محدود ہیں بلکہ خود ہندوستان میں بھی پچھلے سال کلکتہ میں اور اس سال لاہور میں عین پادریوں کے جلسوں میں بعض پادریوں نے اپنے لیکچروں میں یہ باتیں بیان کیں۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے بھی سنی ہونگی۔

ڈاکٹر صاحب: مَیں اس لاہور والے لیکچر میں خود موجود تھا۔

مفتی صاحب: پھر جہاں سب پادری موجود تھے اور بائبل پر ایسے سخت حملے کئے گئے تھے کیا کسی نے جواب نہ دیا۔

ڈاکٹر صاحب: ہاں بعض نے اعتراض کئے تھے۔

مفتی صاحب: مگر سول اخبار نے وہ لیکچر تو چھاپا تھا لیکن اس وقت کے اعتراض نہیں چھاپے۔ یہ کیا سبب ہے؟

ڈاکٹر صاحب: سول اخبار نے اس وقت کے اعتراضات تو نہیں چھاپے لیکن بعد میں پادری نارمن نے جو تردید اس کی کی تھی وہ چھاپ دی تھی۔

مفتی صاحب: لیکن اس تردید کا جواب بھی سول نے چھاپ دیا تھا اور پھر جواب الجواب کے چھاپنے سے انکار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید سول اخبار کا مذہب بھی دوسرے فاضل اور عالم محقق عیسائیوں کا سا ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب: شاید ایسا ہی ہو۔

مفتی صاحب: وہ پادری صاحب جن کا یہ لیکچر پادریوں کے بھرے جلسے میں ہوا تھا کہ بائبل اکثر حصہ میں بے اعتبار اور جھوٹی روایتوں سے بھری ہوئی ہے اور اس کے مشمولہ معجزات بالکل ناقابل اعتبار قصے ہیں۔ یہ صاحب کون ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب: یہ لیکچرار پادری پیپ ورتھ صاحب ہیں جو لاہور کے اُس بڑے گرجے کے پیش امام ہیں جو ریل کے ملازم انگریزوں کی خاطر بنایا گیا ہے۔

مفتی صاحب: خوب۔ جب پیش امام کا یہ مذہب ہے تو بیچارے مقتدی لوگوں کا کیا حال۔ اچھا جب یورپ کے علماء فضلاء کا یہ حال ہے کہ وہ خود بائبل کو سچا نہیں مانتے تو ان کے مذہب کا نام عیسائیت نہیں رکھنا چاہئے۔

ڈاکٹر صاحب: میرے نزدیک تو یہ لوگ دہریت تک پہنچ گئے ہیں۔

مفتی صاحب: تو پھر آپ یہاں آنے کے بجائے اس جگہ یورپ اور امریکہ میں اپنی مشنری کیوں نہیں پھیلاتے کہ ان کو درست کریں۔

ڈاکٹر صاحب: اس جگہ بھی مشنری کام کر رہے ہیں لیکن لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں بے ایمانی بہت پھیل جائے گی۔ یہ محققین معجزات کا بالکل انکار کر رہے ہیں۔ آپ کی ان کے متعلق کیا رائے ہے؟

مفتی صاحب: مَیں اس بات کو بیان کر رہا تھا۔ اول تو ہمارے قرآن شریف کی ابتداء ہی سے خدا تعالیٰ نے ایسی حفاظت کی ہے کہ سینہ بسینہ قرآن شریف حضرت رسول اکرم ﷺ کے زمانہ سے لے کر آج تک صحیح الفاظ میں ایسا محفوظ چلا آتا ہے کہ ہزاروں لاکھوں حافظ ہر زمانہ میں قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے ایک دوسرے کو نمازوں میں سناتے رہتے ہیں اور کسی غلطی کا احتمال ممکن ہی نہیں۔

پس کبھی ایسا اعتراض تو کوئی کر ہی نہیں سکتا کہ قرآن شریف کا کوئی حصہ غلط یا جعلی یا غیر اصلی ہے یا اس میں کوئی تحریف و تبدیلی ہوئی ہے جیسا کہ اناجیل کے متعلق کہا گیا ہے۔ اور بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اناجیل اپنی اصلی زبان میں کہیں نہیں ملتیں۔ اور ترجمہ مترجم کا خیال ہے جیسا اس نے سمجھا ویسا ہی شائع کر دیا۔ اور پھر دنیا میں اس مترجم کے خیالات کی اشاعت ہوتی ہے نہ کہ اصل کلام کی اور پھر اس میں بھی ہزاروں شبہات پڑ گئے ہیں کہ یہ کلمات کس نے لکھے اور کس نے نہ لکھے اور لکھنے والے کہاں تک معتبر تھے وغیرہ۔

ہمارے پاس یورپ کے بڑے بڑے فاضلوں کے لکھے ہوئے مجموعے، کتاب انسائیکلوپیڈیا ببلیکا چار جلدوں میں اور کتاب انسائیکلوپیڈیا برٹینکا ۳۵ جلدوں میں اور دیگر کئی ایک کتابیں بڑے بڑے فاضلوں کی لکھی ہوئی موجود ہیں جو یورپ میں شائع ہوئی ہیں اور بڑے بڑے فاضل محققوں، پادریوں، پروفیسروں اور ڈاکٹروں کی تصانیف اور تالیف وہ سب بائبل کے متعلق یہی عقائد رکھتے ہیں، وفات مسیح کے قائل ہیں اور مسیح کو صرف ایک انسان مانتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ نے یہ کتابیں دیکھی ہونگی۔ ایسا ہی ہمارے پاس کئی ایک یورپ، امریکہ کے بزرگوں کے خطوط آرہے ہیں۔ چنانچہ اگلے دن بھی امریکہ کے ایک فاضل کا میرے پاس خط آیا جس کا نام مسٹر ہاروی ہے وہ اپنے خط میں صاف لکھتا ہے کہ کوئی تعلیم یافتہ انسان اس ممالک میں اس امر کا قائل نہیں کہ مسیح خدا تھا یا خدا کا شریک تھا یا غیر فانی تھا یا بے گناہ تھا بلکہ مثل دوسرے انسانوں کے گناہ کرتا تھا اور رفوت شدوں میں داخل ہے۔

دوسری وہی بات جس کا مَیں پہلے ذکر کر رہا تھا یورپ اور امریکہ میں اس انکار معجزات کی اصل اور باعث یہ ہے کہ ان کے درمیان مقدس زندگی کا کوئی نمونہ اور معجزات و خوارق کی کوئی مثال موجود نہیں رہی اور گزشتہ باتیں بہت پرانی ہو کر افسانوں کے رنگ میں ناقابل اعتبار ہو گئیں لیکن اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیشہ اس قسم کے آدمی خدا کی طرف سے پیدا ہوتے رہے ہیں جو اسلام کی صداقت کے ثبوت کے لئے دنیا کو معجزات و خوارق دکھاتے رہے ہیں۔ چنانچہ **اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا ایک آدمی پیدا کیا ہے اور وہ پاک انسان حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں جن کی زندگی نے دنیا کو بہت سے معجزات اور خوارق دکھائے** ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اگر مثلاً حق کی تلاش والا دل لے کر، نہ تماش بینی کے طور پر کیونکہ تماشا بین کو خدا حق نہیں دکھاتا، صرف سچے مذہب کا پیاسا بن کر اگر آپ کم از کم چالیس روز تک یہاں ٹھہرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو کوئی نہ کوئی نشان دکھائے گا اور یہ بات تمام راست باز انسانوں کے ہوتی ہیں۔ چنانچہ آپ بھی چاہیں تو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔"

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اپنی حقیقت افروز اور مدلل و مسکت گفتگو کے آخر میں حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے زندہ اتارے جانے کی تاریخی حقیقت پر بھی روشنی ڈالی۔ چنانچہ فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو صلیبی موت سے بچا لیا اور ایک بیہوشی کی سی حالت میں وہ صلیب سے اتارے گئے اور ایک غار کی مانند قبر میں رکھے گئے۔ چنانچہ یہ ایک طبّی مسئلہ ہے کہ زمین کی گرمی بعض بیہوشیوں کو دور کرنے کے واسطے انسان کے بدن کے لئے بہت ہی مفید ہوتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ مسیح کا اتنی تھوڑی دیر صلیب پر رہنا خود اس امر کی بڑی شہادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو صلیبی موت سے بچا لیا۔ ہم نے جوسیفس بڑے یہودی مؤرخ کے اقوال پڑھے ہیں کہ اُس زمانہ کی صلیبوں پر سے تین روز کے لٹکائے ہوئے بعض مجرم اتارے گئے تو ان میں ہنوز رمقِ جان باقی تھی اور تھوڑے سے علاج کے ساتھ وہ تندرست ہوئے۔ پس مسیح کا صلیب سے چند گھنٹے کے بعد زندہ اترنا کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی بلکہ تعجب تو اس میں ہوگا کہ وہ اتنی تھوڑی دیر میں مر جائے۔ اور پھر جب وہ تندرست ہوا تو کچھ دن وہاں رہ کر مشرقی ممالک کو چلا آیا اور ملک کشمیر میں آکر اپنی باقی عمر گزاری جو کہ اس وقت یہودیوں سے آباد تھا۔ چنانچہ اس کی قبر کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یہ اس یسوع ناصری کی قبر ہے۔

ڈاکٹر صاحب: لیکن حواری شہادت دیتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا تھا۔

مفتی صاحب: آپ کو یہ سوچنا چاہئے کہ اس زمانہ میں اگر گورنمنٹ کسی کو پھانسی کا حکم دے اور وہ اتفاق سے بچ جائے تو کیا اس کے دوست لوگوں کے سامنے ظاہر کریں گے کہ وہ پھانسی سے بچ گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو اس معاملہ کو مخفی رکھیں گے تا ایسا نہ ہو کہ ان کا دوست پھر پکڑا جائے اور پھانسی دیا جائے۔ ایسا ہی مصلحت نہ تھی کہ حواری اس ملکی راز کو کسی کے ساتھ ظاہر کر کے یسوع مسیح کی جان کو دوبارہ خطرہ میں ڈالتے اور آپ بھی ہلاک ہوتے۔ بلکہ انہوں نے مل جل کر یہی بہتر سمجھا کہ مسیح کسی دور کے ملک میں چلا جائے اور وہ اس کو رخصت کرنے کے واسطے ایک پہاڑ کے دامن تک اس کے ساتھ گئے اور جب وہ ان کو الوداع کر کے پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ نیچے دیکھتے رہ گئے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں پر بادل نیچے اتر آتے ہیں۔ پس وہ ایک بادل میں چھپ گیا اور حواریوں نے اس واقعہ کو استعارۃً یوں بیان کیا کہ وہ بادل میں گھر کر آسمان کی طرف یعنی اوپر کی طرف چڑھ گیا اور ضرور تھا کہ وہ ایسا ہی کرتے"۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

KMAS TRAVEL

Service at your door step

☆...... کیا آپ موسم گرما میں پاکستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

☆...... کیا آپ عین وقت پر پریشانی سے بچنا چاہتے ہیں؟

☆...... کیا آپ نے اپنی نشست محفوظ کروالی ہے؟ اگر نہیں

تو اپنا پروگرام ترتیب دے کر آج ہی ہمیں فون کریں۔ بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں

ہماری ترقی کا راز   آپ کا پُرخلوص تعاون

KMAS TRAVEL-DARMSTADT

Phono: 06150-866391 - 0170-5534658 - Fax: 06150-866394

خطبہ جمعہ

انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے

تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلّم ہے۔ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْکَبِیْر اور اَکْبَر کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۱۰ر مئی ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۰ر ہجرت ۱۳۸۱ء ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

گزشتہ دو خطبوں میں جو مضمون جاری تھا صفات ''اَلْکَبِیْر'' اور ''اَکْبَر''، وہی اس خطبہ میں بھی بیان کیا جائے گا۔ اور یہ اس کی آخری قسط ہے۔

الکبیرُ فِی صفة اللّٰہِ تعالیٰ : العَظیمُ الجلیلُ المُتکبِّرُ الذی تکبّر عَنْ ظُلْمِ عِبَادِہٖ. الکبیر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے یعنی عظیم، بلند شان، متکبر جو اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے بالاتر ہے۔ وَالْکِبْرِیَاءُ عَظَمَةُ اللّٰہُ: الکبریاء کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت۔ اَلْکَبِیْرُ عَکْسُ الصَّغِیرِ: کبیر کا لفظ صغیر کی ضد ہے۔

اَکْبَر اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔ یہ کَبِیْر سے اسم تفضیل ہے۔ ''تاج العروس'' میں لکھا ہے: کَبَّرَ کا مطلب ہے اس نے اَللّٰہُ اَکْبَر کہا۔

علّامہ اَزْھَری کہتے ہیں کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کے بارہ میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کا مطلب ہے: اَللّٰہُ کَبِیْر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے: ﴿هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾۔ یہاں اَهْوَنُ عَلَيْهِ سے مراد هَيِّنٌ عَلَيْهِ ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَر کے بعد ایک لفظ محذوف ہے اور اصل جملہ یوں ہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرٍ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر بڑے سے بڑا ہے۔

''لسان العرب'' والے کہتے ہیں کہ: اَللّٰہُ اَکْبَر کے متعلق کہا گیا ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ. اَیْ اَعْظَمُ. یعنی اللہ ہر چیز سے بڑا اور سب سے عظیم ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ اس بات سے بالا ہے کہ کوئی اس کی کبریائی اور عظمت کی کُنہ کو پا سکے۔

سورۃ النساء کی آیت ہے: ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ . فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ . وَالّٰتِىْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِى الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ . فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ (سورة النساء: ۳۵)

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔ اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو تو ان کو (پہلے تو) نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو اور پھر (عند الضرورت) انہیں بدنی سزا بھی دو۔ پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت تلاش نہ کرو۔ یقیناً اللہ بہت بلند (اور) بہت بڑا ہے۔

پھر سورۃ الرعد کی آیات ۹ تا ۱۰ ہیں: ﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ. وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ. عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ﴾۔

اللہ جانتا ہے جو ہر مادہ (بطور حمل) اٹھاتی ہے اور (اُسے بھی) جو رِحم کم کرتے ہیں اور جو وہ بڑھاتے ہیں۔ اور ہر چیز اس کے ہاں ایک خاص اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ وہ غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے۔ بہت بڑا (اور) بہت رفیع الشان ہے۔

پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۴۳-۴۴: ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّا بْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا. سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا﴾۔ تُو کہہ دے کہ اگر اُس کے ساتھ کچھ اور معبود ہوتے جیسا یہ کہتے ہیں تو وہ بھی ضرور صاحبِ عرش تک پہنچنے کی راہ بڑی خواہش سے ڈھونڈتے۔ پاک ہے وہ اور بہت بلند ہے ان باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

سورۃ الحج کی آیت ۶۳: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾۔ یہ اسی طرح ہے کیونکہ اللہ ہی حق ہے اور جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور یقیناً اللہ ہی بہت بلند شان (اور) بہت بڑا ہے۔

پھر سورۃ لقمان کی آیات ۳۰-۳۱: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ . كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ . وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾۔ کیا تُو نے غور نہیں کیا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا ہے۔ ہر ایک اپنی مقررہ مدت کی طرف رواں دواں ہے۔ اور (یاد رکھو) کہ اللہ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً اللہ ہی ہے جو حق ہے اور جسے وہ اُس کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اللہ ہی بہت بلند شان (اور) بڑا ہے۔

پھر سورۃ سبا کی آیت ۲۴: ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ . حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ . قَالُوا الْحَقَّ . وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾۔ اور اُس کے حضور (کسی کے حق میں) شفاعت کام نہیں آئے گی سوائے اُس کے جس کے حق میں اُس نے اجازت دی ہو۔ یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جائے گی تو وہ (اپنی شفاعت کرنے والوں سے) پوچھیں گے (ابھی) تمہارے ربّ نے کیا کہا تھا؟ وہ کہیں گے حق (کہا تھا) اور وہ بہت بلند شان والا (اور) بہت بڑا ہے۔

سورۃ المومن کی آیات ۱۲-۱۳: ﴿قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ . ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِىَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ . وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا. فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ﴾۔ وہ کہیں گے اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو ہی دفعہ زندگی بخشی۔ پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو کیا (اس سے بچ) نکلنے کی کوئی راہ ہے؟ تمہارا یہ حال اس لئے ہے کہ جب بھی اکیلے اللہ کو پکارا جاتا تھا تم اس کا انکار کر دیتے تھے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ پس فیصلہ کا اختیار اللہ ہی کو ہے جو بہت بلند (اور) بہت بڑا ہے۔

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام عضباء تھا۔ وہ کسی کو آگے نہیں بڑھنے دیتی تھی۔ دوڑ میں سب سے آگے رہتی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نوجوان آیا۔ اس کی اونٹنی دوڑ میں سب سے آگے نکل گئی۔ مسلمانوں کو اس کا بہت افسوس ہوا کہ ایک

دیہاتی کی اونٹنی آنحضرت ﷺ کی اونٹنی سے آگے بڑھ گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کے افسوس کو بھانپ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ دنیا میں جو بلند ہوتا ہے بالآخر اللہ تعالیٰ اس کے غرور کو توڑنے کے لئے اسے نیچا دکھاتا ہے۔(بخاری۔ کتاب الجهاد۔ باب ناقة النبی ﷺ)

اب آنحضرت ﷺ کو غرور تو کوئی نہیں تھا مگر یہ آپ کی انکساری ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرا جو خیال تھا کہ میری اونٹنی سب سے آگے ہے خدا نیاس کو بھی نیچا دکھادیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ کے نہیں، لوگوں کے تکبر اس طرح ٹوٹتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اُونٹ پر کیا۔ جب بھی آپ رُکنِ (یمانی) کے پاس آتے تو آپؐ کے ہاتھ میں جو چیز تھی اس کے ساتھ آپ رُکن کی طرف اشارہ کرتے اور فرماتے: "اَللّٰہُ اکبر"۔

(بخاری کتاب الحج۔باب التکبیر عندالرکن)

ترمذی کتاب الاضاحی۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے نبی ﷺ کے ساتھ عیدگاہ میں عیدالاضحیٰ ادا کی۔ جب آپؐ خطبہ دے چکے تو آپؐ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ پھر ایک دُنبہ لایا گیا۔ اس دُنبے کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ هٰذَا عَنِّيْ وَ عَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ" یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ قربانی میری طرف سے اور میری اُمّت کے ہر اُس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔ پس یہ قیامت تک کے لئے آنحضرت ﷺ کا احسان سب ان لوگوں پر ہے جو قربانی نہیں کر سکتے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم آنحضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم جب بھی کسی بلندی پر چڑھتے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے تو ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے آپ کو قابو میں رکھو کیونکہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے۔ یقیناً وہ (خدا) تمہارے ساتھ ہے۔ وہ یقیناً سَمِیع اور قریب ہے، اس کا نام برکت والا ہے اور وہ بلند شان والا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجهاد۔ باب مایُکْرَہُ مِنْ رَفْعِ الصَّوتِ فی التکبیر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صبح کے وقت خیبر کے علاقے پر حملہ کیا۔ اُس وقت اہلِ خیبر اپنی کسیاں اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے باہر نکل چکے تھے۔ پس جب انہوں نے آنحضور ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے کہا: یہ تو محمد اور اس کا لشکر ہے۔ (یہ الفاظ کہتے ہوئے) وہ قلعے میں پناہ گزین ہوگئے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک بلند کرتے ہوئے فرمایا: "اَللّٰهُ اکبر، خَرِبَتْ خَیْبَرُ"۔ کہ اللہ سب سے بڑا ہے، خیبر فتح ہو گیا۔ ہم یقیناً جب کسی قوم کے علاقے میں داخل ہوتے ہیں تو جن جو انذار کیا جاچکا ہو ان کی صبح بہت بُری ہوتی ہے۔

(بخاری۔ کتاب الجهاد۔ باب التکبیر عندالحرب)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ النساء کی آیت ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ . فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ . وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ . فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾(النساء :۳۵) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ارشاد الٰہی ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾ میں جس عُلوّ کا ذکر ہے وہ جہت کے لحاظ سے عُلوّ نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی جسم کے لحاظ سے کبریائی نہیں ہے بلکہ وہ اپنی کمال قدرت کے لحاظ سے اور اپنی مشیت کو تمام ممکنات میں نافذ کرنے کے لحاظ سے عَلِیّ اور کَبِیْر ہے۔ اور اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ان دو صفتوں کا ذکر بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس انداز بیان کی درج ذیل وجوہات ہیں:۔

Earlsfield Properties.
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

(۱) اس جگہ اس صفت کے لانے کا مقصود خاوندوں کو عورتوں پر ظلم کرنے سے ڈرانا ہے اور مراد یہ ہے کہ اگر وہ تمہارے ظلم سے بچنے کے لحاظ سے کمزور ہیں اور تم سے انصاف حاصل کرنے کے لحاظ سے عاجز ہیں مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ تو غالب ہے، قَاهِرْ ہے اور کَبِیْر ہے۔ اور اس بات پر قادر ہے کہ وہ تم سے ان عورتوں کے حق میں انصاف کروائے اور تم سے ان کا پورا پورا حق دلوائے۔ پس تمہارا ان سے طاقتور ہونا اور درجہ میں بڑا ہونا تمہیں غفلت میں نہ ڈالے۔

(۲) جب وہ تمہاری اطاعت کر رہی ہوں تو اپنے طاقتور ہونے کی وجہ سے تم ان پر ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم سے بہت بلند شان والا ہے۔ اور ہر ایک چیز سے بڑا ہے اور وہ اس چیز سے بالا ہے کہ وہ کسی کو مکلّف کرے مگر حق کے ساتھ۔

(۳) اللہ تعالیٰ اپنے عُلوّ مرتبت اور کبریائی کے باوجود تمہیں صرف اُنہیں معاملات میں مکلّف کرتا ہے جن کی تم طاقت رکھتے ہو۔ پس اسی طرح تم بھی ان عورتوں کو اپنی محبت پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ اس کی قدرت نہیں رکھتیں۔

یعنی محبت تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے اس لئے عورتوں کو مجبور کرنا کہ وہ اس سے محبت کریں یہ زبردستی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ محبت تو دل کا معاملہ ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ عُلوّ مرتبت اور کبریائی کے باوجود کسی گناہگار کا جب وہ توبہ کرلیتا ہے مواخذہ نہیں کرتا بلکہ اسے بخش دیتا ہے۔ پس جب کوئی عورت اپنی نافرمانی سے باز آجاتی ہے تو تم اس چیز کے زیادہ اہل ہو کہ تم اس کی توبہ کو تسلیم کرو اور اسے تکلیف دینا چھوڑ دو۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے عُلوّ مرتبت اور کبریائی کے باوجود بندے کے معاملہ میں ظاہر معاملات کو کافی جانا ہے اور اس کے پردے چاک نہیں کئے۔ پس تمہیں بھی چاہئے کہ عورت کی ظاہری حالت پر اکتفا کرو اور اس کے دل میں جو محبت یا بغض ہے اس کی تفتیش میں نہ پڑو۔ (تفسیر کبیر۔امام رازی)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جن عورتوں کی طرف سے ناموافقت کے آثار ظاہر ہو جائیں، پس تم اُن کو نصیحت کرو اور خواب گاہوں میں اُن سے جدا رہو اور مارو (یعنی جیسی جیسی صورت اور مصلحت پیش آوے) پس اگر وہ تمہاری تابعدار ہو جائیں تو تم بھی طلاق وغیرہ کا نام نہ لو اور تکبر نہ کرو کہ کبریائی خدا کے لئے مسلّم ہے یعنی دل میں یہ نہ کہو کہ اِس کی مجھے کیا حاجت ہے، مَیں دوسری بیوی کر سکتا ہوں۔ بلکہ تواضع سے پیش آؤ کہ تواضع خدا کو پیاری ہے۔" (آریہ دھرم۔ صفحہ ۴۵)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ الحج کی آیت ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَالْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾(الحج:۶۳) کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ اس جگہ ﴿ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ لانے کا گزشتہ مضمون سے کیا تعلق ہے؟ پھر وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ﴿اَلْعَلِيُّ﴾ کے معنی "اَلْقَاهِرُ" اور "اَلْمُقْتَدِرُ" کے ہیں یعنی غالب اور ایسی قدرت رکھنے والے کے ہیں جو مغلوب نہ ہو سکے۔ یہ صفات لا کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے متنبہ کیا ہے کہ وہ نفع نقصان پر قادر ہے۔ ان تمام معبودان باطلہ کو چھوڑتے ہوئے جن کی عبادت (نفع کی) رغبت سے کی جاتی ہے اور (نقصان کے) ڈر سے ان کے غیر کی عبادت سے رکا جاتا ہے۔ صفت کبیر کا مطلب اپنی قدرت اور غلبہ میں عظیم کے ہیں اور یہ صفت بھی کمال قدرت کے مفہوم کا فائدہ دیتی ہے۔

(رازی)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ لقمان کی آیت ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَا لْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ . وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَا لْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾(لقمان:۳۱) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قول ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَا لْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ سب پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اس کے قول ﴿هُوَا لْعَلِيُّ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی صفات میں سب سے اعلیٰ ہے اور ارشاد الٰہی ﴿اَلْكَبِيْرُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں بڑا ہے۔ اور یہ بات اس چیز کے منافی ہے کہ اس کا جسم کسی جگہ پر ہو۔ کیونکہ اگر ایسا مانا جائے تو اس کے جسم کی کوئی حد ہو گی۔ اور اس طرح اس سے بڑے وجود کا فرض کرنا ممکن ہو گا۔ پس یوں وہ ایک فرض کئے گئے وجود (مفروض) سے چھوٹا قرار پائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ مطلقاً کبیر ہے یعنی جس قدر بھی تصور کیا جاسکتا ہے اس سے بھی بڑا ہے۔ (رازی)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ سبا کی آیت ﴿وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ . حَتّٰى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا. قَالَ رَبُّكُمْ . قَالُوْا الْحَقَّ .وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾(سبا:۲۴) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ﴿وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ تمام کاملوں

پر اپنی ذات میں اور صفات میں فوقیت رکھتا ہے اور یہ بات اس کے وجود کو جسمانی ہونے اور کسی جگہ پر موجود ہونے کو باطل قرار دیتی ہے.......... اور اگر اس کا مادی وجود ہوتا تو اس کی ایک مقدار ہوتی۔ اور ہر مقدار سے ایک بڑی چیز کا فرض کرنا ممکن ہے اور وہ چیز نسبتی طور پر اپنے غیر سے بڑی ہوگی نہ کہ مطلقاً بڑی۔ جبکہ (اللہ تعالیٰ) مطلقاً کبیر (بڑا) ہے۔ (رازی)

لوقا باب ۱۸ میں حضرت مسیح ناصریؑ کا قول ہے:

"دولتمندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے! کیونکہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو"۔

(لوقا باب ۱۸ آیات ۲۴۔۲۵)

اب اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو دولتمند ہے وہ ضرور جہنمی ہے۔ مراد صرف اتنی ہے کہ وہ دولتمند جو اپنی دولت کا کبر کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن جو دولت کے رکھنے کے باوجود انکسار سے کام لیتا ہے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا کام کرتا ہے وہ ایسا نہیں ہے جس کو جنت کا انکار کر دیا گیا ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"کبر بہت بُری چیز ہے۔ ہمایوں نے ایک دفعہ اپنی فوج کا جائزہ لیا۔ فوج کی کثرت دیکھ کر کہنے لگا: اتنی کثیر التعداد فوج کو ہلاک کرتے خدا کو بھی کئی دن لگ جائیں۔ شیر شاہ پاس کھڑا تھا۔ الگ ہو گیا کہ یہ تو بے ایمان ہے۔ آخر ہمایوں پر ذلت کا وہ زمانہ آیا کہ ہند میں سر چھپانے کو جگہ نہ ملی۔ ایران چلا گیا۔ کبر کے کلے یوں کر دیتے ہیں۔ (حقائق الفرقان۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"علوّ جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا۔ دیکھو ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپؐ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپؐ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپؐ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپؐ نے سجدہ کیا۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۰۴ حاشیہ۔ جدید ایڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:۔

"انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھلے ہر کو کیا سلام   جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی ذات بافندہ پر نظر کر کے شکر کرتا"۔

بافندہ جولاہے کو کہتے ہیں۔ کبیر جولاہا تھا۔ وہ اس بات پر شکر کرتا تھا کہ میری ذات چھوٹی سمجھی جاتی ہے۔

"پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے، وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۴،۳۱۵۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ جا رہے تھے تو پٹواری بھی ساتھ تھا۔ ایک بہت ہی بیچاری غریب بڑھیا نے آپ کا راستہ کاٹا تو پٹواری نے بڑے تکبر سے ایک طرف منہ کر لیا کہ یہ کون ہوتی ہے ہمارا راستہ کاٹنے والی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہیں کھڑے ہو گئے اور اس غریب کی ہر بات بڑے غور اور توجہ سے سنی یہاں تک کہ اس کی بات ختم ہو گئی اور پٹواری کو تو بہر حال ٹھہرنا ہی پڑا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکسار تھا کہ بوڑھی سے بوڑھی اور غریب سے غریب عورت کی بھی بات سنتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا، اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔" (ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ نمبر ۳۷۰۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنیٰ آدمی السلام علیکم کہے تو اسے مخاطب کرنا اور وعلیکم السلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے اور خیال گزرتا ہے کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ غریب امیروں سے پانصد سال پیشتر جنت میں جاویں گے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس حدیث کے معانی کیا ہیں"۔

اب یہ بہت اہم ہے۔ واقعی پانچ سو سال پیشتر جانا اس کی سمجھ نہیں آتی کیا مطلب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے کہ اس حدیث کے معانی سمجھ نہیں آئے۔ "لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ غریبوں کا تزکیۂ نفس قضا و قدر نے خود ہی کیا ہوتا ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۸۸۔ جدید ایڈیشن)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

"حق اللہ میں بھی امراء کو دقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔ اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے۔ پانی لا سکتا ہے۔ کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقعہ ملے تو اس میں بھی اُسے دریغ نہیں ہوتا، لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جائیں گے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۶۸۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"امراء میں بہت سا حصہ تکبر کا ہوتا ہے جس کی وجہ سے عبادت نہیں کر سکتے اور نہ دوسرا حصہ خلقت کی خدمت کا اُن سے ادا ہوتا ہے۔ خلقت کی خدمت کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی بُرا مناتے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کا حال ہے کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہئے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد۔ آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گزارا اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک بُڑھیا کو ہمیشہ حلوہ کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا۔ جب

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه ٹیلیفون فری سروس سے فائده اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازه مال حاصل کر سکتے هیں

آج هی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201   FAX: 04504-202

آپ فوت ہوگئے تو اس بُڑھیا نے کہا کہ آج ابو بکرؓ فوت ہو گیا۔ اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اُس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا۔ یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے۔ دیکھو کس قدر خدمت تھی ایسا ہی سب کو چاہئے کہ خدمت خلق کرے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۹۔۳۷۰۔جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں بتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ ۴۳۸۔۴۳۹۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔...... کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا"۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹۔ صفحہ ۱۲۔۱۳)

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۱؍دسمبر ۱۸۹۶ء: "جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور...... میں ۲۶؍۲۷؍۲۸؍دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن شریف کے کمالات اور معجزات کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور اس کی تائید سے لکھا گیا ہے......... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا۔ اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی۔ اور ہرگز قادر نہیں ہونگی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ آریہ، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔

مَیں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نورِ ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ۔ خَرِبَتْ خَیْبَرُ۔

اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلولِ انوار ہے۔ اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور باطل کی ملونی ہے اور انسان کو خدا کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا ہے۔ سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین میں پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔

پھر مَیں اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا "اِنَّ اللّٰہَ مَعَكَ .اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ"۔ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔

(اشتہار مورخہ ۲۱؍دسمبر ۱۸۹۶ء۔زیر عنوان "سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"۔ و تبلیغ رسالت جلد پنجم صفحہ ۷۷تا ۷۹۔ و تذکرہ صفحہ ۲۹۰۔۲۹۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ۲۷؍مئی ۱۹۰۵ء کا الہام ہے:۔

"عَبْدُالْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. اَرٰی رِضْوَانَہٗ . اَللّٰہُ اَکْبَرُ"۔ پہلی وحی کے متعلق فرمایا کہ خدا کچھ اپنی قدرتیں میرے واسطے ظاہر کرنے والا ہے اس واسطے میرا نام عبدالقادر رکھا۔ رضوان کا لفظ دلالت کرتا ہے کہ کوئی فعل دنیا میں خدا کی طرف سے ایسا ظاہر ہونے والا ہے جس سے ثابت ہو جائے اور دنیا پر روشن ہو جائے کہ خدا مجھ پر راضی ہے۔ دنیا میں بھی جب بادشاہ کسی پر راضی ہوتا ہے تو فعلی رنگ میں بھی اس رضامندی کا کچھ اظہار ہوتا ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کی رضا پر دلالت کرنے والے افعال دیکھتا ہوں۔

مومن کو اللہ تعالیٰ کی رضا بہت پیاری ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مومنین جب بہشت میں داخل کئے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ تو وہ عرض کریں گے کہ اے ربّ تو ہم سے راضی ہو جا۔ جواب ملے گا اگر مَیں راضی نہ ہوتا تو تم کو بہشت میں کس طرح داخل کرتا۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۸ مورخہ ۲۵؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۔ و الحکم جلد ۹ نمبر ۱۹ مورخہ ۳۱؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۱ ۔وتذکرہ صفحہ ۵۵۱ مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

......❀❀❀❀..................❀❀❀❀......

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ بنقورہ
از صفحہ نمبر ۱۶

سے کیا۔ ہر گاؤں سے نومبایعین شامل ہوئے اور خوشی سے ہر کام میں شامل ہوئے۔

ہمارے ایک معلم عبدالرحمان صاحب نے نظام جماعت کے متعلق ایک لیکچر ان تمام نومبایعین کو دیا جسے سن کر ان کے ایمان میں تازگی آئی اور وقار عمل کے ذریعہ کام کر کے خوشی محسوس ہوئی۔ اس جلسہ میں نومبایعین کی تعداد دو صد سے زائد تھی۔ اس لحاظ سے یہ جلسہ نومبایعین کی تربیت کے لئے بہت مفید رہا۔

حاضری

اس جلسہ میں شمولیت کے لئے پروفیسرز، ڈاکٹرز، طلباء اور شہر میں واقع دو فیکٹریوں کے ڈائریکٹرز اور دوسرے اہم افراد کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔ جلسہ میں شامل ہونے والوں کا تعلق ہر طبقہ زندگی سے تھا۔ پروفیسر صاحبان اپنے طلباء سمیت شامل ہوئے اس طرح ہر طبقہ کے افراد کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام سننے اور جاننے کا موقعہ ملا۔

اس جلسہ میں اردگرد کی جماعتوں سے ۲۸۰۔ افراد شامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں اور اس کے منتظمین کو احسن رنگ میں جزائے خیر عطا فرمائے اور بہت سی روحوں کے لئے حق شناسی کا موجب بنائے۔ آمین

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

آپ کا اپنا تعلیمی ادارہ
Microsoft Certified Professional IT Training Centre
Ausbildung Weiterbildung zertifizierung & Tests
MIT IHK- ZERTIFIKAT
E-mail: Khalid@t-online.de
WWW.Professional-ittrainingcenter.de
Tel :00 (49) + 511 - 40 43 75
Fax:00 (49) + 511 - 48 18 735
MS PITTC GLOBALE TRADE SERVICE
EHRHARTSTR.4
3 0 4 5 5 HANNOVER - GERMANY

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

طاعون کا نشان اور جماعت کی غیر معمولی ترقی

(ازقلم: حضرت شیخ عبدالقادر صاحب سوداگر مل مرحوم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سب سے پہلے ۲۶رفروری ۱۸۹۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ لوگوں کو اپنی ایک خواب کا ذکر کر کے بتایا تھا کہ ملک میں طاعون پھیلنے والا ہے اور اس کا علاج سوائے توبہ واستغفار کے اور کوئی نہیں۔

پھر ۱۷رمارچ ۱۹۰۱ء کو جبکہ اس ملک میں طاعون سے کہیں کہیں موتیں ہونی شروع ہو گئیں تو آپ نے لوگوں کو تمسخر اور استہزاء اور آزادی و بے راہروی سے باز رہنے اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمائی تھی مگر افسوس کہ لوگوں نے اس بروقت انتباہ سے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ ہنسی اور تمسخر میں اور بھی بڑھ گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدائے ذوالجلال کا غضب زمین پر بھڑکا اور ۱۹۰۲ء میں اس قدر طاعون نے زور پکڑا کہ لوگ کتوں کی طرح دیوانہ وار مرنے لگے۔ ایک ایک گھر میں بعض اوقات سارے کے سارے افراد طاعون میں مبتلا پائے گئے اور کوئی شخص انہیں پانی تک دینے والا نظر نہ آتا تھا۔ لاشیں گھروں میں پڑی سڑتی تھیں اور کوئی انہیں اٹھا کر دفن کرنے کی جرأت اور طاقت نہیں رکھتا تھا۔ ایک تو اس لئے کہ طاعون سے بچے ہوئے لوگ طاعون زدہ مریض کے پاس اس ڈر کی وجہ سے نہیں جاتے تھے کہ کہیں ہم بھی اس خبیث مرض میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ دوسرے کثرت و شدت مرض کی وجہ سے شاذونادر کے طور پر اگر کوئی شخص بچا ہوا نظر آتا تو وہ "ایک انار و صد بیمار" کا مصداق ہوتا۔ وہ غریب کس کس کی خدمت اور جان بری کی کوشش کر سکتا تھا۔ نتیجہ یہ تھا کہ لوگ ایک سخت اور ہولناک مصیبت میں مبتلا تھے۔ حضرت اقدس نے ان حالات کی وجہ سے ہدایات الٰہیہ کی روشنی میں "دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء" کے نام سے ایک رسالہ شائع فرمایا جو ۲۳راپریل ۱۹۰۲ء کو شائع کیا گیا۔ جس میں ایک تو لوگوں کو ظاہری صفائی کی تلقین فرمائی۔ دوسرے اصل اور حقیقی علاج کی طرف توجہ دلائی جو یہ تھا کہ وہ اپنے گناہوں اور شرارتوں سے توبہ کر کے اپنے خالق و مالک سے سچی صلح کریں اور جس شخص کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مامور کر کے بھیجا ہے اس کی طرف رجوع کریں۔ اس کتاب میں آپ نے وہ الہام بھی لوگوں کو یاد دلایا جسے آپ ۲۶رمئی ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں شائع فرما چکے تھے کہ:

"﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَابِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ﴾ یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا۔ جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کر لیں جو ان کے دلوں میں ہیں۔ یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہو گی۔ اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا"۔(دافع البلاء صفحہ ۱۲ تا ۱۴)

اٰوی کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ اٰوی کے معنی ہیں تباہی اور انتشار سے بچا کر اپنی پناہ میں لے لینا۔ گویا ﴿اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ﴾ کا مطلب یہ ہوا کہ قادیان میں سخت تباہ کن جسے عربی زبان میں طاعون جارف یعنی جھاڑ دینے والی کہا جاتا ہے کہ جس سے لوگ جا بجا بھاگتے پھرتے اور کتوں کی طرح مرتے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا، اس قسم کی حالت کبھی قادیان پر وارد نہیں ہو گی۔ اسی مندرجہ بالا الہام کی تشریح میں قادیان کے متعلق آپ نے ایک دوسرا الہام بھی بیان فرمایا کہ "لَوْ لَا الْاِکْرَامُ لَھَلَکَ الْمُقَامُ" یعنی "اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مَیں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا"۔

"اس الہام سے دو باتیں سمجھی جاتی ہیں اوّل یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذونادر کے طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار وانتشار نہ ہو کیونکہ شاذونادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں ان کے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہاں تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے۔ ہم نے اٰوی کا لفظ جہاں تک وسیع ہے اس کے مطابق یہ معنی کر دئے ہیں اور ہم دعوٰی سے کہتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی۔ مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہوں گی۔ تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جس کے لئے یہ وعدہ ہوا۔ فالحَمدُللّٰہ عَلٰی ذٰلِكَ۔"

(دافع البلاء صفحہ ۱۲ تا ۱۴ حاشیہ)

اسی کتاب میں آگے چل کر حضور فرماتے ہیں:

"اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ لوگ یہ کہتے ہوئے کہ یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا میری طرف دوڑیں گے۔ یہ جو مَیں نے ذکر کیا ہے یہ خدا کا کلام ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثنا آنحضرت ﷺ اور یہ شفیع آنحضرت ﷺ سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت ﷺ کی ہی شفاعت ہے۔(دافع البلاء صفحہ ۲۵)

"مَیں ....خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف کسوف ہو گا اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی اور میرا یہی نشان ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ میں رہتا ہے اور خواہ امرتسر میں اور خواہ دہلی میں اور خواہ کلکتہ میں اور خواہ لاہور میں اور خواہ گولڑہ میں اور خواہ بٹالہ میں۔ اگر وہ قسم کھا کر کہے گا کہ اس کا فلاں مقام طاعون سے پاک رہے گا تو ضرور وہ مقام طاعون میں گرفتار ہو جائے گا۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے مقابل پر گستاخی کی اور یہ امر کچھ مولوی احمد حسن صاحب تک محدود نہیں بلکہ اب تو آسمان سے عام مقابلہ کا وقت آ گیا اور جس قدر لوگ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں جیسے شیخ محمد حسین بٹالوی جو مولوی کر کے مشہور ہیں اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی جس نے بہتوں کو خدا کی راہ سے روکا ہوا ہے اور عبدالمجید اور عبدالحق اور عبدالواحد غزنوی جو مولوی عبداللہ صاحب کی جماعت میں سے مُلہَم کہلاتے ہیں اور منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ جنہوں نے میرے مخالف الہام کا دعوٰی کر کے مولوی عبداللہ صاحب کو سیّد بنا دیا ہے اور اس قدر صریح جھوٹ سے نفرت نہیں کی۔ اور ایسا ہی نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے، ان سب کو چاہئے کہ ایسے موقعہ پر اپنے الہاموں اور اپنے ایمان کی عزت رکھ لیں اور اپنے اپنے مقام کی نسبت اشتہار دے دیں کہ وہ طاعون سے بچایا جائے گا۔ اس میں مخلوق کی سراسر بھلائی اور گورنمنٹ کی خیر خواہی ہے اور ان لوگوں کی عظمت ثابت ہو گی اور ولی سمجھے جائیں گے۔ ورنہ وہ اپنے کاذب اور مفتری ہونے پر مہر لگا دیں گے"۔

(دافع البلاء صفحہ ۲۴،۲۵)

غور فرمائیے کہ ایک شخص جسے (نعوذ باللہ من ذلک) کذاب اور دجال کہتے تھے۔ اوّل تو طاعون کی آمد سے چار سال قبل جبکہ اس موذی مرض کا نام و نشان بھی اس ملک میں موجود نہ تھا طاعون کی خبر دیتا ہے۔ پھر ایسے وقت میں جبکہ یہ مرض پوری شدت کے ساتھ ملک میں پھیل گئی اور لوگ کتوں کی طرح مرنے لگے، اپنی اور اپنے مسکن کی عصمت اور حفاظت کی خبر دیتا ہے اور اپنے مخالفین اور مکذبین کو چیلنج کرتا ہے کہ اگر ان کا بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ کچھ تعلق ہے تو وہ بھی اس قسم کا دعوٰی شائع کر کے دیکھ لیں۔ اگر ان کے مساکن بھی طاعون سے محفوظ رہے تو مَیں ان کو اولیاء اللہ میں سمجھ لوں گا مگر کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس میدان مقابلہ میں قدم رکھے۔

الدار کی حفاظت کا وعدہ

اسی زمانہ میں حضرت اقدس کو ایک الہام یہ بھی ہوا تھا کہ "اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنْ اِسْتِکْبَارٍ وَ اُحَافِظُكَ خَاصَّۃً۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ"۔ یعنی مَیں ہر ایک ایسے انسان کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو تیرے گھر میں ہو گا مگر وہ لوگ جو تکبر سے اپنے تئیں اونچا کریں۔ اور مَیں تجھے خصوصیت سے بچاؤں گا۔ خدائے رحیم کی طرف سے تجھے سلام"۔

(نزول المسیح صفحہ ۲۳)

اس الہام سے چونکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کا گھر بہرحال طاعون سے کلیۃً محفوظ رہے گا۔ اس لئے حضرت اقدس نے اپنے بہت سے احباب کو اپنے گھر میں رہنے کی دعوت دے دی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب تو مع اہلیہ صاحبہ پہلے ہی حضور کے گھر رہتے تھے۔ حضرت حافظ حکیم مولوی نورالدین صاحب، حضرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور مولوی محمد علی صاحب کو بھی حضور نے اپنے گھر میں جگہ دے دی۔ ان کے علاوہ بعض اور خاندان بھی حضرت اقدس کے گھر میں رہنے لگے۔ مگر باوجود اس قدر اژدھام کے کسی شخص نے ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کی اور خدا تعالیٰ نے ایسی اعلیٰ حفاظت فرمائی کہ انسان تو کیا ایک چوہا تک بھی حضرت اقدس کے گھر میں کبھی نہیں مرا۔

مولوی محمد علی صاحب کا واقعہ

حضرت اقدس فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو سخت بخار ہو گیا اور ان کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور انہوں نے مرنے والوں کی طرح وصیت کر دی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالیٰ کا یہ الہام ہے "اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار"۔ تب مَیں ان کی عیادت کے لئے گیا اور ان کو پریشان اور گھبراہٹ میں پا کر مَیں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو پھر مَیں جھوٹا ہوں اور میرا یہ دعوٰی الہام غلط ہے۔ یہ کہہ کر مَیں نے ان کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرتِ الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا"۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۳۔ نیز دیکھیو البدر جلد ۳ نمبر ۱۸ مورخہ ۸تا۱۶ مئی ۱۹۰۴ء)

گویا حضور کو اپنی وحی پر اس قدر یقین تھا کہ آپ اس امر کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ آپ کے گھر میں بھی کوئی طاعون کا کیس ہو سکتا ہے۔

کشتی نوح۔ ۵راکتوبر ۱۹۰۲ء

پھر اس زمانہ میں آپ نے ایک کتاب "کشتی نوح" لکھی جس میں آپ نے گورنمنٹ کا اس امر پر شکریہ ادا کیا کہ اس نے رعایا کی جانوں کی حفاظت کے لئے طاعون کا ٹیکہ لگوانے کا انتظام کیا

ہے لیکن اپنے متعلق لکھا کہ ہمارے لئے ایک آسمانی روک ہے۔ اگر وہ نہ ہوتی تو سب سے پہلے ہم ٹیکہ لگواتے اور وہ روک یہ ہے کہ:

کامل پیرو کے لئے ٹیکہ کی ضرورت نہیں

"خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا، وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے۔ لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس لئے مت دلگیر ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چاردیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں......... بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو۔ اور اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمادیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں"۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۔۲)

آگے چل کر حضور فرماتے ہیں:

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ دراصل برابر بیس بائیس برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کی چاردیواری کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلتاً طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا۔ اور وہ سلامتی جو ان میں پائی جائے گی اس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کر دے، نہیں آئے گی۔ اِلّا کم اور شاذونادر۔

(کشتی نوح صفحہ ۴)

شاذونادر کے طور پر کسی موت سے نشان کا مرتبہ کم نہیں ہو سکتا

پھر فرمایا:

"کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یسوع اور آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اٹھائی اور صدہا انسانوں کے خون کئے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابل مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم۔ اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا۔ پس ایسا ہی اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الٰہی میں کچھ حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے۔ بلکہ بطور نشان الٰہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب کی نظر سے دیکھی جائے گی"۔

حضرت اقدس کی اس تشریح کے مطابق طاعون کے ایام میں خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی حفاظت کا ایک ایسا زبردست نشان دکھایا کہ باوجود ٹیکا نہ کرانے کے ہزارہا کی جماعت سے سے شاذونادر کے طور پر ہی کوئی کیس جماعت میں ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک کھلا کھلا معجزہ تھا۔ جو لکھو کھہا مخلوق خدا کے مشاہدہ میں آیا۔ چنانچہ اس کا اس قدر زبردست اثر ہوا کہ گاؤں کے گاؤں احمدی ہو گئے۔ بعض اوقات کئی کئی سو افراد کی طرف سے روزانہ بیعت کے خطوط آتے تھے۔ اور ان ایام میں آپ کی تعلیم جسے آپ نے کشتیٔ نوح میں درج کیا ایک آسمانی ٹیکہ ثابت ہوئی جس کی وجہ سے آپ کی جماعت طاعون کے عذاب سے محفوظ رہی"۔

(حیات طیبہ صفحہ ۲۲۱۔۲۲۶)

روان مالی سال

رواں مالی سال 2002ء۔2001ء کا اختتام ۳۰؍جون کو ہو رہا ہے۔ امید ہے احباب جماعت اپنے بجٹ کے مطابق پوری شرح سے ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ کی ادائیگی فرما رہے ہونگے۔ تاہم اگر کوئی کمی رہتی ہو تو اسے پورا کرنے کی کوشش فرمائیں۔

اسی طرح سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھی درخواست ہے کہ بجٹ کے مطابق آمد کی تمام مدات کا جائزہ لیں اور جہاں کمی ہو اسے پورا کرنے کے لئے اپنی بھرپور مساعی بروئے کار لا کر ممنون فرمادیں تاکہ ۳۰؍جون تک بجٹ کے مطابق وصولی سو فیصد ہو۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

قائد۔ وہ جو اپنے نمونہ سے لوگوں کے دل فتح کرے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"قائد کا لفظ ایک طرف افسر کی بہادری پر اور دوسری طرف فوجوں کی بشاشت پر دلالت کرتا ہے تیسرے اچھا نمونہ دکھا کر دوسروں کو تحریص دلانے کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

درحقیقت عمدہ لیڈر وہی ہوتا ہے جس میں یہ تینوں باتیں پائی جائیں یعنی وہ اپنے نمونہ کے ساتھ فوج کو رغبت دلائے اور انہیں بتائے کہ میں بھی قربانی کرتا ہوں تم بھی ہر قسم کی قربانی سے کام لو پھر خود اس کے اندر ایسی بشاشت پائی جائے کہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے میں ایک لذت محسوس کرے۔ کیونکہ قائد وہی ہوتا ہے جو اپنے ساتھیوں سے آگے دوڑ رہا ہوتا ہے۔ سپاہی اس کے پیچھے پیچھے ہوتے ہیں۔ اور وہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے آگے آگے جا رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح کامیاب جرنیل وہ ہوتا ہے جس کے سپاہیوں میں بھی بشاشت پائی جائے۔ چنانچہ قائد کے لفظ میں اس طرف بھی اشارہ ہوتا ہے کہ مجھے اپنے پیچھے دیکھنے کی ضرورت نہیں میرے ماتحت اپنے فرائض کا ایسا احساس رکھتے ہیں کہ وہ خود بخود میرے پیچھے چلے آئیں گے۔ غرض سائق اور قائد دو متقابل الفاظ ہیں۔ سائق پیچھے پیچھے چلتا ہے اور قائد فوج کے آگے آگے چلتا ہے اور اپنے نمونہ سے سپاہیوں کی ہمت بڑھاتا اور اُن کے اندر ایک نیا ولولہ اور نئی زندگی پیدا کرتا ہے۔

امریکن تاریخ میں ایک نہایت ہی لطیف واقعہ بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب لیڈر کس طرح اپنے نمونہ سے اپنے ساتھیوں کے دلوں کو فتح کیا کرتے ہیں۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ پہلے انگریزوں کے ماتحت ہوا کرتا تھا ایک عرصہ کی غلامی کے بعد اُن میں آزادی کی تحریک پیدا ہوئی مگر اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ اُن کے پاس مقابلہ کے لئے فوجیں نہیں تھیں اور نہ ہی کافی مقدار میں سامانِ جنگ موجود تھا اور انگریزوں کے پاس فوجیں بھی تھیں اور ہر قسم کا سامانِ جنگ بھی تھا۔ بہرحال جب تحریک آزادی شروع ہوئی تو زمینداروں اور مزدوروں وغیرہ نے اپنے آپ کو والنٹیرز کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا اور سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ایک آگ لگ گئی۔ جب یہ تحریک زیادہ مضبوط ہو گئی تو انہوں نے اپنے میں سے ایک افسر مقرر کیا جس کا نام واشنگٹن تھا اسی کے نام پر بعد میں امریکہ میں واشنگٹن شہر بنایا گیا ہے یہ ایک سیدھا سادہ آدمی تھا۔ جنگی فنون میں کچھ زیادہ مہارت نہیں رکھتا تھا مگر اخلاص اور دردِ قومی اس کے اندر موجود تھا۔ وہ سارے ملک میں چکر لگاتا۔ تقریریں کرتا اور لوگوں کو اُبھارتا کہ آزادی بڑی نعمت ہے اس کے لئے جدوجہد کرو۔ ایک دفعہ وہ اپنے ملک کا چکر لگا رہا تھا کہ اُس نے ایک جگہ پر دیکھا کہ کوئی قلعہ بن رہا ہے اور کارپورل نگرانی کے لئے پاس کھڑا ہے۔ کام کرنے والے صرف چار پانچ سپاہی تھے اتفاقاً ایک دو شہتیر ایسے آگئے کہ اُن کا اوپر چڑھانا مشکل ہو گیا۔ وہ زور لگا لگا کر اوپر کھینچتے مگر وہ پھر نیچے گر جاتے اور وہ کارپورل پاس کھڑا انہیں کہتا جاتا کہ شاباش خوب زور لگاؤ۔ شاباش ہمت نہ ہارو مگر آگے بڑھ کر اُن کی مدد نہیں کرتا تھا۔ اسی دوران میں واشنگٹن وہاں سے گذرا۔ وہ اس وقت ایک سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو اپنا گھوڑا روک لیا اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ انگریزی فوج آرہی ہے اس کے مقابلہ کے لئے ہم یہ قلعہ بنا رہے ہیں تاکہ سپاہی اس میں ٹھہر سکیں۔ اُس نے کہا پھر اس قلعہ کے بننے میں دِقّت کیا ہے؟ انہوں نے کہا دِقّت یہ ہے کہ شہتیر بہت بھاری ہیں اور ہم سے اوپر چڑھائے نہیں جاتے۔ اُس نے کارپورل سے پوچھا کہ تم ان کی کیوں مدد نہیں کرتے؟ اُس نے کہا کہ میں تو افسر ہوں۔ میرا فرض یہ ہے کہ میں ان سے کام لوں اور ان کی نگرانی کروں۔ واشنگٹن نے یہ بات سنی۔ تو فوراً اپنے گھوڑے پر سے اُترا۔ اور سپاہیوں کے ساتھ مل کر اس نے کام کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ شہتیر اوپر چڑھ گئے۔ جب کام ہو چکا اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس جانے لگا تو کارپورل نے اُسے کہا کہ میں آپ کا اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس مشکل کام میں ہماری مدد کی۔ واشنگٹن نے جواب میں کہا۔ آپ کی مہربانی۔ میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی آپ کسی ایسی مصیبت میں پھنس جائیں کہ آپ کو دوسرے کی مدد کی ضرورت ہو تو اپنے کمانڈر انچیف واشنگٹن کو بلا لیا کرنا۔

یہ قائد کی مثال ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر کام کے لئے پیش کر دیتا ہے اور ر قربانی کے وقت وہ دوسروں سے پیچھے نہیں بلکہ اُن کے آگے آگے ہوتا ہے اور اپنے نمونہ سے ان کے اندر کام کی تحریص پیدا کرتا ہے۔ اگر کسی اعلیٰ درجہ کے قائد کے ہوتے ہوئے بھی لوگ اس کے نمونہ سے فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ اُن کی بڑی بدقسمتی ہوتی ہے۔

ہم نے خدام کے افسر کا نام بھی قائد اسی لئے رکھا ہے کہ وہ اپنے نمونہ سے لوگوں کے دل فتح کریں"۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۴۳۔۲۴۵)

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

حاجی ماسٹر امیر عالم صاحب (مرحوم)

ظہور احمد۔ لندن

خاندانی حالات

ایک صاحب کشف و رؤیا بزرگ، کوٹلی جماعت کے سب سے پہلے احمدی، خوش الحان اور بلند آواز مؤذن حاجی ماسٹر امیر عالم صاحب مرحوم، میاں کرم دین عرف کمال ٹھکر صاحب مرحوم کی پہلی بیوی حیات بی بی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد میاں کرم دین صاحب سلطان پور کنڈی علاقہ بارہ مولا، سرینگر کشمیر کے رہنے والے تھے۔ کشمیر میں قحط اور معاشی ابتری کی وجہ سے آپ کے والد صاحب ہجرت کر کے سہیڑہ ضلع پونچھ میں آگئے تھے جہاں محنت مزدوری اور کھیتی باڑی کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ڈوگرہ خاندان انگریزوں سے جموں و کشمیر کی ساری ریاست ۷۵ لاکھ روپے میں خرید کر ریاست کی مسلم آبادی پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا۔ ان مظالم کی وجہ سے میاں کرم دین صاحب کا یہاں رہنا بھی مشکل ہو گیا۔ چنانچہ آپ سہیڑا کو خیر باد کہہ کر کوٹلی کی طرف چل دیئے۔ کوٹلی پہنچ کر آپ نے مسجد بلیاہ محلہ میں آکر قیام کیا۔

میاں کرم دین صاحب فطرتاً نیک، دیندار، شریف النفس اور منکسر المزاج شخصیت کے مالک تھے۔ اگرچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت نہیں کی مگر انہوں نے کبھی آپ کو برا بھلا بھی نہیں کہا تھا۔

میاں کرم دین صاحب کے ہاں محترمہ حیات بی بی کے بطن سے چھ بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں:۔(۱) محمد عالم صاحب۔(۲) سید محمد صاحب المعروف منشی دانشمند خان وکیل۔(۳) امیر عالم صاحب (۴) فضل الٰہی صاحب (۵) فیروز الدین صاحب (۶) محمد الدین صاحب۔

ماسٹر امیر عالم صاحب کے والد میاں کرم دین صاحب چونکہ باقاعدہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے ان کی وفات پر آپ کے بیٹے حاجی امیر عالم صاحب نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ ان کا یہ نمونہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ اگرچہ تمام غیر از جماعت رشتہ داروں اور کونسل کے لوگوں نے اس کو بہت بُرا منایا اور مختلف رنگ دینے کی کوشش کی۔ مگر ماسٹر امیر عالم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو ہمیشہ حرزِ جان بنائے رکھا اور ان باتوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔

قبول احمدیت

حاجی ماسٹر امیر عالم صاحب مرحوم کو کوٹلی کے پہلے احمدی ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ نے اپنے والد صاحب کی زندگی میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔

آپ کے قبول احمدیت کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ۱۹۱۸ء میں راولپنڈی جہاں آپ درزی کا کام کیا کرتے تھے۔ وہاں آپ کے استاد کے پاس کوئی دوست اخبار الفضل لاکر پڑھا کرتے تھے۔ باقی سامعین کی طرح آپ بھی اسے سنا کرتے تھے۔ جس سے آپ کو احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں علم ہوتا گیا۔ اس مجلس میں الفضل کا سننا آپ کے دل میں احمدیت کے لئے ایک بیج کا کام کر گیا۔

چنانچہ ۱۹۲۴ء کی بات ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑی شاہراہ ہے جس پر یورپین اور دوسرے لوگ پیدل، سوار، موٹروں اور دیگر سواریوں پر بکثرت چلتے جا رہے ہیں۔ پھر ایک راستہ ہے جو کہ بہت تنگ و تاریک ہے جس پر جگہ جگہ گڑھے، جنگل اور درندے ہیں گویا بہت ہی بھیانک راستہ ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ مجھے اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے پہلی شاہراہ پر گامزن ہیں اور یہ سڑک بلا روک ٹوک منزل مقصود پر پہنچانے والی ہے۔ اور باقی جنگلی راستے درندوں سے بھرے اور خطرات سے پر ہیں۔ اس کے بعد ایک اور خواب بھی دیکھا جس سے معلوم ہوا کہ میں غلط راستہ پر ہوں۔ چنانچہ ان دو خوابوں کے بعد آپ نے احمدیت قبول کرنے کا ارادہ کر لیا اور ۱۹۲۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں بیعت کے لئے خط تحریر کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ کی بیعت قبول کر لی گئی ہے۔

احمدیت پر پختہ ایمان

قبول احمدیت کے بعد آپ کے رشتہ داروں نے آپ کی شدید مخالفت کی لیکن آپ کے پائے ثبات میں اللہ کے فضل سے ذرہ بھی لغزش نہ آئی۔ آپ ان مشکل ترین حالات میں خوب زور و شور سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہے۔ یہانتک کہ آہستہ آہستہ یہ مخالفت کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو گئی۔

۱۹۵۳ء میں فرقہ وارانہ فسادات ہو رہے تھے۔ کوٹلی کے غیر احمدی رشتہ دار بصورت وفد راولپنڈی پہنچ کر آپ کو نوٹس دیتے رہے کہ احمدیت سے توبہ کر لیں ورنہ آپ مارے جائیں گے۔ حاجی صاحب نے بڑے یقین سے کہا کہ انشاء اللہ ہم بچ جائیں گے اور احمدیت ترقی کرے گی۔ اگر مریں گے تو ہمارے مخالفین مریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے حالات پلٹ دیئے اور تمام احمدی بچائے گئے۔

سیاسی خدمات

۱۹۳۹ء میں حاجی صاحب بمعہ اہل و عیال بسلسلہ کاروبار جموں چلے گئے اور وہاں درزی کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۳ء تک یہاں رہے اور پھر دوبارہ واپس کوٹلی آئے اس دوران آپ کی اولاد بھی بارو زگار ہو گئی تھی۔ احمدیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے حالات پلٹ دیئے تھے۔ اس لئے آپ نے کوٹلی میں ہی قیام رکھا۔

۱۹۴۷ء میں نذیر حسین شاہ ایڈووکیٹ پونچھ سابق وزیر مالیات آزاد کشمیر کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے۔ ڈوگرہ حکومت کی طرف سے انہیں گولی مار دینے کا آرڈر ہو چکا تھا اور یہ بھی حکم تھا کہ جو انہیں پناہ دے گا اسے بھی گولی ماردی جائے گی۔ جب وہ بھاگ کر کوٹلی آئے تو حاجی صاحب نے انہیں ماسٹر باقر علی صاحب کے گھر میں ٹھہرایا جہاں سے انہیں بحفاظت اپنی زیر نگرانی براستہ پنجن ہلال علاقہ پاکستان میں پہنچا دیا۔ اس طرح حاجی صاحب نے نذیر حسین صاحب سابق وزیر حکومت آزاد کشمیر موصوف کی جان بچائی۔

حکومت آزاد کشمیر کی بنیاد امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی تھی۔ حاجی صاحب مرحوم نے اس میں بھی حصہ لیا۔

۱۹۴۷ء میں جب آزادی کشمیر کی مسلح جنگ شروع ہوئی تو حاجی صاحب مرحوم کشمیر کے سیاسی محاذ پر کام کر رہے تھے۔ اسی دوران امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے احمدیہ فرقان بٹالین کے قیام کا اعلان فرمایا تو حاجی صاحب نے اس میں بھی حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ آپ خود معہ اپنے تینوں بیٹوں کے احمدیہ فرقان بٹالین کے ہیڈ کوارٹر بمقام سرائے عالمگیر بغرض ٹریننگ حاضر ہوئے۔

علاوہ ازیں حکومت پاکستان نے کشمیر کے مہاجرین کی آباد کاری کے لئے ۱۹۴۸ء میں جو سرکاری طور پر ریفیوجی فوڈ کمیٹیاں بنائیں تھیں ان کے لئے پیر صلاح الدین پی سی ایس مقرر تھے انہیں حاجی صاحب موصوف پر کافی اعتماد تھا۔ اس عرصہ میں حاجی صاحب نے بڑا کام کیا۔ کچھ عرصہ بعد انجمن مہاجرین بنائی گئی اس میں بھی آپ نے بہت خدمات انجام دیں۔ انہی ایام میں ہفت روزہ "خورشید" راولپنڈی سے جاری کیا گیا۔ اس کا ڈیکلریشن حاجی صاحب کے نام تھا۔

قبولیت دعا کا خاص واقعہ

ایک دفعہ اتفاق ایسا ہوا کہ کئی دن تک کوئی بھی سلائی کروانے کے لئے نہ آیا۔ گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ تھا، دو دن فاقے میں گزرے۔ ایک روز بیٹے نے کہا کہ ابا جان! امی کہتی ہیں اب تو فاقہ بہت ہی تنگ کر رہا ہے پکانے کے لئے کچھ تو لائیں۔ آپ کہتے ہیں میں نے سنا، مشین وہیں رکھی اور سیدھا مسجد چلا گیا اور سجدے میں گر گیا اور رو رو کر خدا سے دعا کی کہ خدایا! میں اپنی اولاد کو ذبح ہوتے دیکھ سکتا ہوں لیکن بھوکا مرتے نہیں دیکھ سکتا۔ نماز کے بعد جب گھر پہنچا تو ایک آدمی کھڑا تھا۔ جو کہنے لگا کہ میں فلاں مہاراجے کی فوج میں بھرتی ہوں اور چھٹی پر آیا ہوں اور گھر جا رہا ہوں میں نے کپڑے سلوانے ہیں میں آٹھ دن بعد کپڑے لے آؤں گا آپ مجھے سی دیں۔ اور جاتے جاتے دو روپے ایڈوانس سلائی بھی دے دی۔ حاجی صاحب کہتے ہیں اس کے جانے کے بعد میں نے کچھ مکئی کا آٹا اور ضرورت کی دوسری چیزیں خریدیں اور گھر بھجوائیں۔ اسی اثناء میں ایک عورت آئی جس کے پاس ساگ تھا۔ کہنے لگی ماسٹر جی میں غریب ہوں اور یہ میرے پاس ساگ ہے اس کے بدلے مجھے کپڑے سلائی کر دیں۔ حاجی صاحب نے وہ بھی رکھ لیا اور بیٹے کو کہا یہ تمام چیزیں گھر لے جاؤ اور امی سے کہو کہ وہ ہانڈی پکا لیں۔

قربانی اور ایثار کا جذبہ

ایک دفعہ کوٹلی میں خصوصی جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ جس کے لئے تمام تیاریاں مکمل تھیں۔ مرکز سے بھی نمائندگان پہنچ چکے تھے۔ جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (جو اس وقت عالمگیر جماعت احمدیہ کے چوتھے امام اور خلیفۃ المسیح ہیں) بھی شامل تھے۔ جلسہ شروع ہونے والا تھا کہ عین اس وقت شیخ فضل الٰہی صاحب وغیرہ ایک جلوس لے کر آگئے اور کہا کہ اس جگہ ہم آپ کو جلسہ نہیں کرنے دیں گے۔ اس وقت حاجی ماسٹر امیر عالم صاحب کے چھوٹے بھائی ایم فیروز الدین نے اپنے کھیت میں کھڑی فصل کٹوا دی اور جلسہ کے لئے جگہ فراہم کر دی۔ جماعت کی خاطر قربانی کا یہ جذبہ ان دونوں بھائیوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

چندہ کی برکت

ایک دن محترم حاجی امیر عالم صاحب کے پاس سیکرٹری تحریک جدید پہنچے اور کہا کہ آپ کے ذمہ تحریک جدید کے چندہ کی اتنی رقم باقی ہے۔ آج ہی ادا کر دیں ورنہ آپ بقایا داروں میں شامل

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

ہو جائیں گے۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ جتنی رقم آپ کو اس روز کام سے ملی تھی، چندہ بھی اتنا ہی تھا۔اب آپ کے لئے یہ عجیب امتحان تھا کہ اس رقم کو چندہ میں دیں یا گھر کی چیزیں خریدیں۔ آخر دونوں میاں بیوی نے مل کر یہی فیصلہ کیا کہ رات بھوکے گزار لیں گے مگر چندہ میں بقایا دار رہنا اچھا نہیں۔

چنانچہ حاجی امیر عالم صاحب چندہ دے کر گھر میں بیٹھ گئے۔ ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کچھ کپڑے سینے کے لئے دیئے اور اجرت کی آدھی رقم پیشگی بھی دے دی جو عام دستور سے ہٹ کر تھی۔ آپ کی اس قربانی اور جذبہ کو آسمان پر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ”اللہ تعالیٰ نے مال میں اتنی برکت دی اور اتنا زیادہ دیا کہ حج فرض ہو گیا اور ہم دونوں میاں بیوی نے حج کیا اور دیار حبیب کی زیارت کی سعادت حاصل کر لی“۔

کارکنان سلسلہ سے محبت اور دیگر اوصاف

کارکنان سلسلہ بالخصوص واقفین زندگی سے بہت محبت تھی اور ان کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ”یہ میرے امام کے بھیجے ہوئے نمائندے ہیں حضور کی دعاؤں کے حصول کے لئے ان کی خدمت ہمارے لئے ایک نعمت ہے۔

دعوت الی اللہ کا بڑا شوق رکھتے تھے مربیان کے ساتھ مل کر جلسے اور دیگر پروگرام کرتے تھے ان پروگراموں پر اٹھنے والے اخراجات کا بیشتر حصہ بھی خود ہی ادا کرتے تھے۔

بہت نیک اور انتہائی سادہ شخصیت کے مالک تھے۔ کشائش رزق کے باوجود ان کی طبیعت میں مسکینی اور درویشی کا عنصر غالب تھا۔ امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ اور نمود و نمائش کا شائبہ تک نہ تھا۔ احمدیت کے شیدائی اور خلافت کے پروانے تھے۔

ایک مرتبہ صدر انجمن کے دفتر امانت میں اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے کچھ رقم لینے کے لئے چیک کاٹ رہے تھے کہ کسی نے پوچھا حاجی صاحب آپ کوٹلی آزاد کشمیر جیسے دور افتادہ علاقے میں رہتے ہیں اور ربوہ میں آپ نے اکاؤنٹ کھول رکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت کو جب یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بچتیں انجمن کے خزانہ میں جمع کرائیں تو میں نے اسی حکم کی تعمیل میں یہاں اکاؤنٹ کھولا تھا۔ اور اس وقت سے یہ اکاؤنٹ چل رہا ہے۔ اس سے آپ کی خلافت سے وابستگی اور فدائیت کی عکاسی ہوتی ہے۔

حاجی امیر عالم صاحب جب بھی ربوہ تشریف لاتے تو اپنے عزیز رشتہ داروں کے ہاں قیام کرنے کی بجائے دارالضیافت میں قیام کو ترجیح دیتے کیونکہ آپ کہا کرتے تھے کہ یہاں سے مسجد مبارک قریب ہے مجھے پانچوں وقت کی نماز پڑھنے میں سہولت رہتی ہے اور بزرگان سلسلہ سے ملاقاتوں کا بھی موقع ملتا ہے۔

خوش الحان مؤذن

ایک جلسہ کے موقع پر جمعہ کا دن تھا اور مسجد نور قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ نے جمعہ پڑھانا تھا۔ جب حضور تشریف لائے تو خطبہ کے لئے دوسری اذان حاجی امیر عالم صاحب نے دی۔ انہوں نے مسجد نور کے صحن میں ایک اونچے تھڑے پر بغیر لاؤڈ سپیکر کے اذان دی، آپ کی آواز میں بڑا سرور، جوش اور جذبہ تھا۔ تمام لوگ آپ کی طرف متوجہ تھے۔ اذان ختم ہوئی تو حضور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے۔ تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آپ نے فرمایا۔ آج میں نے جلسہ کے لئے بہت ساری ہدایات دینی تھیں۔ لیکن مؤذن کی اذان سن کر ایسا سرور آگیا ہے کہ اب میرے دماغ میں اذان ہی گونج رہی ہے، ہر چیز بھول گیا ہوں اس لئے اب میں صرف اذان پر خطبہ دوں گا۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ، حضرت بلالؓ کو فرمایا کرتے تھے کہ بلالؓ اٹھو، اذان کہو اور میرے دل کو خوش کر دو۔ الحمد للہ آج ہم نے حضرت بلالؓ کی اذان کی ایک جھلک یہاں بھی دیکھ لی ہے۔

وفات

حاجی ماسٹر امیر عالم صاحب یکم جنوری ۱۹۶۷ء کو صبح تقریباً ۶ بجے انتقال کر گئے۔ ان کا جنازہ مسجد احمدیہ کوٹلی کے وسیع صحن میں اسی روز ساڑھے تین بجے بعد دوپہر پڑھا گیا جس میں کوٹلی اور گردونواح کی جماعتوں سے احمدیوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی بلکہ ان کے غیر احمدی رشتہ دار بھی جنازہ میں شامل ہوئے اور آپ کی وفات پر کوٹلی کا پورا بازار احتراماً بند رہا۔ جبکہ شہر کے معززین اور اعلیٰ سرکاری حکام بھی تدفین کے موقع پر موجود تھے۔ مرحوم اگرچہ موصی تھے لیکن راستے کی خرابی اور دیگر مشکلات کے باعث ان کی میت تدفین کے لئے ربوہ نہ لے جائی جا سکی۔ انہیں اپنے بھائی منشی دانشمند صاحب مرحوم کے پہلو میں مسجد احمدیہ کوٹلی کے صحن میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ چونکہ موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی قبر پر یادگاری تختی لگائی گئی ہے۔

[یہ مضمون کتاب ”سیرت و سوانح ماسٹر امیر عالم صاحب مرحوم“ مرتبہ ڈاکٹر ظفر کلیم صاحب ۱۱/مالڈن روڈ واٹفورڈ۔ انگلینڈ سے ماخوذ ہے۔]

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

سو سال پہلے
تاریخ احمدیت سے
۱۹۰۲ء

السید محمد رشید رضا کو عربی میں مقابلہ کا چیلنج اور ”اَلْهُدٰى وَالتَّبْصِرَةُ لِمَنْ يَّرٰى“ کی تصنیف واشاعت

مفتی محمد عبدہ ”شیخ الاسلام“ کے ایک نامور شاگرد السید محمد رشید رضا (۱۸۶۸ء-۱۹۳۵ء) تھے جن کی ادارت میں مصر کا مشہور رسالہ ”المنار“ شائع ہوتا تھا۔

السید محمد رشید رضا کی وفات پر علمائے ہند نے لکھا تھا: ”علامہ ابن تیمیہ کے بعد آج تک کسی مسلمان عالم نے مرحوم کے برابر دین کی خدمت نہیں کی۔“ علامہ رشید رضا علم کے بحر ذخار تھے۔ تفسیر حدیث اور فقہ کے امام تھے اور اسلامی تعلیمات کے بارہ میں جو کچھ ارشاد فرماتے تھے وہ قول فیصل کا حکم رکھتا تھا۔ آپ تمام دنیائے اسلام کے محترم تھے یہاں تک کہ سلطان ابن سعود آپ کو امام اور پیشوا کہہ کر خطاب کرتے تھے“۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصر میں جہاں اور علماء اور صحافیوں کو اپنی تصنیف ”اعجاز المسیح“ کے چند نسخے ارسال کئے وہاں السید محمد رشید رضا کو بھی ایک نسخہ بھجوایا تھا۔ قاہرہ کے اخبار ”مناظر“ اور ”ہلال“ نے تو اس کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی اور اسے ایک اعجازی تصنیف قرار دیا۔ مگر السید محمد رشید رضا صرف اس وجہ سے کہ اس میں حضورؑ نے ”جہاد“ کا صحیح نظریہ مسلمانوں کے سامنے رکھا تھا سخت کلامی پر اتر آئے اور لکھا کہ اس میں باطنیہ اور متصوفہ کا مسلک اختیار کیا گیا ہے اور کتاب میں تفسیر کا نام ونشان نہیں۔

نیز لکھا کہ اگر یہ شخص مسیح ہونے کا دعویٰ نہ کرتا اور سورۃ فاتحہ کے الفاظ میں تحریف نہ کرتا تو یہ تفسیر مسلمانوں میں بڑی مقبول ہوتی۔ یہ شخص علم و فصاحت میں بہت سے مشائخ سے بڑھا ہوا ہے صرف مریدوں کی کثرت نے اسے دھوکہ میں ڈال دیا ہے حالانکہ اس کے کلام سے عجمیت ٹپکتی ہے اور بہت سی باتیں عربی محاورات کے بھی خلاف ہیں۔

ستر دن کی میعاد میں جواب لکھنے کا جو چیلنج حضور نے اس میں دیا تھا اس کے بارہ میں انہوں نے یہ تعلّی کی کہ ”اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّكْتُبُوا خَيْرًا مِّنْهُ فِي سَبْعَةِ اَيَّام“ یعنی بہت سے علماء اس سے بہتر رسالہ سات دن میں لکھ سکتے ہیں۔

”المنار“ کا یہ پرچہ آپ کے مخالف علماء کے ہاتھ آگیا اور انہوں نے اپنی طرف سے مزید حاشیہ آرائی کر کے اسے راولپنڈی کے اخبار ”چودھویں صدی“ میں شائع کرا دیا جس پر حضور علیہ السلام نے علماء پر واضح کرنے کے لئے کہ جس شخص پر ان کو ناز ہے اس کو علم وادب میں کہاں تک دخل ہے ”اَلْهُدٰى وَالتَّبْصِرَةُ لِمَنْ يَّرٰى“ کے نام سے فصیح و بلیغ عربی میں ایک تصنیف فرمائی جو ۱۲؍جون ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔

”اَلْهُدٰى وَالتَّبْصِرَةُ لِمَنْ يَّرٰى“ میں حضور نے اسلام کے اندرونی اور بیرونی فتنوں کا مفصل نقشہ کھینچتے ہوئے ان کا حقیقی علاج تجویز فرمایا اور صاحب ”المنار“ کو مخاطب کر کے لکھا کہ:

مَیں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اس نے میری دعا قبول فرمائی اور اس کے جناب سے مجھے یہ کتاب لکھنے کی توفیق عطا ہوئی۔ پس مَیں اس کے ابواب کی تکمیل اور طبع کے بعد شیخ رضا کے پاس بھیجوں گا۔ اگر انہوں نے اچھا جواب دیا اور عمدگی سے اس کا رد لکھ دیا تو میں اپنی تمام کتابیں جلا دوں گا، ان کے پاؤں کو بوسہ دوں گا، ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤں گا اور باقی لوگوں کو بھی اس کے پیمانے سے ماپوں گا۔

ساتھ ہی آپ نے یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ:

کیا انہیں فصاحت و بلاغت میں بڑا کمال حاصل ہے۔ عنقریب میدان مقابلہ سے ہٹ جائیں گے۔ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جو نہاں در نہاں امور سے آگاہ ہے۔

جب کتاب شائع ہوئی تو حضور نے اس کا ایک نسخہ رشید رضا صاحب کو بھی ہدیہ بھجوایا۔ انہوں نے ”اعجاز المسیح“ کے متعلق تو لکھ دیا تھا کہ سات دن میں اس کا جواب لکھا جا سکتا ہے مگر اب جو ”الہدیٰ“ میں براہ راست ان کو مخاطب کیا گیا اور کسی مدت کی تعیین کئے بغیر اس کا جواب طلب کیا گیا تھا تو ان پر بالکل سکوت طاری ہو گیا۔ وہ اس کے بعد تینتیس برس زندہ رہے۔ اس دوران میں انہوں نے متعدد تصانیف بھی کیں اور اپنا رسالہ بھی جاری رکھا۔ جماعت احمدیہ کے بعض مبلغین نے ان کو ان کی وفات سے پانچ برس پہلے بھی یاد دہانی کرائی کہ وہ ”الہدیٰ“ کے مقابلہ میں کتاب لکھ کر اس پیشگوئی کو باطل ثابت کر دکھائیں مگر اس کے باوجود وہ آخر دم تک جواب نہ شائع کر سکے۔

(ماخوذ از: تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۲۰۸-۲۰۹)

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
(درثمین)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ

مجلس سوال وجواب

(منعقدہ ۱۶ر فروری ۱۹۹۷ء بمقام محمود ہال مسجد فضل لندن)

(مرتبہ: صادق محمد طاہر۔ جرمنی)

احمدی اور غیر احمدی میں فرق

ایک مہمان نے دو سوال کرنے کے لئے استفسار کیا تو حضور انور نے فرمایا شوق سے کریں۔ انہوں نے کہا پہلا سوال تو یہ ہے جو بڑا سادہ ہے کہ احمدی فرقہ اور غیر احمدی فرقہ میں بنیادی فرق کیا ہے۔ کیونکہ اگر فرق ہے تو دو جماعتیں بنی ہوئی ہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں کیا آپ کی نماز میں اور ہماری نماز میں کوئی فرق ہے۔ دوسرے لفظوں میں جو سورتیں ہم پڑھتے ہیں کیا آپ نے اس میں کوئی ترمیم کی ہوئی ہے، کوئی اضافہ کیا ہوا ہے؟ تو یہ دو بڑے Simple (سادہ) سے سوال ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا پہلا سوال جو ہے وہ آپ نے Simple کہہ کر اتنا لمبا سوال کر دیا ہے کہ اس پر تو گھنٹے بھی لگیں تو طے نہیں ہوگا کیونکہ آپ نے تو سادگی میں یا لوگوں سے سن سنا کر یہ تصور باندھا ہے کہ احمدی عقیدہ ایک طرف اور باقی سب مسلمانوں کا عقیدہ دوسری طرف۔ یہ درست نہیں ہے۔ مسلمان ۷۲ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر فرقہ کا دوسرے سے اختلاف اس سے زیادہ ہے جتنا احمدیوں کا سنّیوں یا شیعوں یا دوسروں سے اختلاف ہے۔ مَیں اپنا بنیادی عقیدہ آپ کو بتاؤں گا جو فرق کرنے والا ہے اور آپ کو سمجھاؤں گا کہ اس وہم میں مبتلا نہ ہوں کہ باقی سارے ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ دیگر مسلمانوں کے عقائد میں آپس کے اختلافات کے لحاظ سے زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً اسماعیلی فرقہ کے ایک دوست یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ آپ کو بتا سکتے ہیں کہ اسماعیلی عقیدہ اور آپ کے سُنّی عقیدہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ امامت کا تصور ہی مختلف ہے اور وہی آپ کو بتا سکتے ہیں کہ اثنا عشری شیعہ فرقوں میں اور اسماعیلی فرقہ میں بہت بڑا فرق ہے۔ عبادت کے طریق میں فرق ہے۔ مسجدوں کی بناوٹ میں فرق ہے۔ مسجد میں کونسی تصویر لٹکی ہوتی ہے جس سے جا کر مناجات کی جاتی ہے۔ تو یہ مَیں صرف ان کو الگ امتیازی طور پر پیش نہیں کر رہا اس لئے کہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے الگ جا کے پوچھ لیں یہی بات آپ کو بتائیں گے۔ تو اوّل تو آپ کا سوال غلط تصور پیدا کرتا ہے۔ احمدی اور دیگر مسلمانوں میں ایسا فرق نہیں ہے کہ باقی سب متحد اور ایک جیسے عقیدوں پر قائم ہوں اور احمدی ہی مختلف عقیدہ رکھتے ہوں۔

اب احمدی فرق کیا ہے جو سب کے درمیان اور احمدیوں کے درمیان تفریق کر دیتا ہے یہ بات ہے۔ وہ صرف یہ فرق ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ جس امام کو خدا نے بھیجا تھا، جس کا وعدہ فرمایا تھا وہ آچکا ہے، وہ ظاہر ہو چکا ہے اور تم لوگ انتظار میں بیٹھے ہو، اس کو پہچان نہیں سکتے یا ضد اور تعصب کی وجہ سے اس کا انکار کر بیٹھے ہو۔

اور دوسرا بنیادی فرق یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں زندہ آسمان پر نہیں بیٹھے ہوئے، ان کا انتظار کر کے اپنے مستقبل کو مزید برباد نہ کرو، آسمان سے کوئی نہیں اترے گا، جس نے آنا تھا وہ آگیا ہے۔ یہی عیسیٰ ہے یعنی معنوی طور پر، یہی مہدی ہے اس کو مانو تو تمہارا بھلا ہے اور اسلام کے اندر جو افتراق ہے اس کو مٹانے کا ایک ہی حل ہے کہ خدا کی طرف سے آئے ہوئے کو مان جاؤ اور ہر فرقہ سے نکل نکل کر اس کے گرد اکٹھے ہو۔ ہم سمجھتے ہیں یہی وہ وحدت کا، توحید کا ایک طریق ہے۔

جب تفریق ہو جائے تو آسمان سے آئے ہوئے کے سوا کبھی اس تفریق کو اکٹھا نہیں کیا جا سکتا۔ اجتماع کی ایک ہی صورت ہوتی ہے اللہ کی آواز پر اکٹھے ہو جاؤ۔ اور یہ کوئی ایسا مسئلہ ہی نہیں ہے جو سمجھ نہ آسکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے امت موسوی بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹی ہوئی تھی۔ آپ نے کوئی ایسا فارمولا پیش نہیں کیا کہ بہتر فرقوں کے اختلافات مٹا کے ایک جھولی میں ڈال دیا گیا ہو۔ آپ نے جو فارمولا پیش کیا اس کو سب نے رڈ کر دیا آپ کی امامت سے منکر ہو بیٹھے اور وہ پہلی بار ہے کہ اُمت موسوی اُس زمانہ میں ایک چیز پر اکٹھی ہو گئی ہو۔ ان کے دل، ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اکٹھے ہوئے تو کس بات پر ہوئے اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَاحِدَۃٌ۔ امام وقت کے انکار پر جو پھٹی ہوئی قومیں ہیں وہ بھی اکٹھی ہو جایا کرتی ہیں۔ پس آج جو سوال اٹھا ہے وہ اس غلط فہمی کی وجہ سے اٹھا ہے۔

امت محمدیہ تو بڑے عرصہ سے بٹتی چلی آرہی ہے۔ احمدیت کو سر دست بھول جائیں۔ وہابی، سُنّی، بریلوی، شیعہ اور اثنا عشری اور اسماعیلی اور پھر علوی وغیرہ وغیرہ اختلافات تو اتنے شدید اور کثرت سے رہے ہیں کہ مسلسل آپس میں لڑائیاں رہی ہیں۔ خونریزیاں رہی ہیں، مسجدیں مسمار کی گئی ہیں، قتل وغارت ہوا ہے، زندہ جلا دیا گیا ہے اختلافات میں۔ تو آج جو اکٹھ آپ کو نظر آرہا ہے وہ صرف حضرت مرزا صاحب کے انکار کا اکٹھ ہے۔ اس کے سوا کوئی اکٹھ نہیں۔ آپ ان سے پوچھیں کہ اچھا ہمیں وہ عقیدے تو بتاؤ جس پر تم اکٹھے ہو۔ پھر آپ کو سمجھ آجائے گی، اکٹھے ہیں ہی نہیں۔ ہر مسجد شروع میں ایک دن میں رمضان شروع ہونے کی قائل تھی عید آئی تو بٹ گئے، پھٹ گئے اسی وقت، ایک مہینہ نہیں صبر کر سکے اتحاد پر۔ انہوں نے آپ کو کیا اتحاد کی تعلیم دینی ہے۔

پس یہ بنیادی چیز ہے۔ جماعت احمدیہ اس فارمولے پر مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لئے قائم فرمائی گئی جو ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا فارمولا ہے کہ جب لوگ پھٹ جائیں اور بٹ جائیں تو اللہ امام بھیجا کرتا ہے۔ اس امام کی شدید مخالفت ہوتی ہے لیکن وہ مخالفت اس کو مار نہیں سکتی، یہ قطعی نشانی ہے۔ جھوٹے امام بھی آتے ہیں لیکن مٹ جاتے ہیں مخالفتوں میں، وہ ہر مخالفت کے بعد پہلے سے زیادہ طاقتور ہو کے نکلتا ہے۔ جتنا اس کو سکیڑنے کی کوشش کرو اتنا بڑھتا چلا جاتا ہے۔

یہ تاریخ جماعت احمدیہ کے حق میں ظاہر ہوئی ہے کہ نہیں، یہ دیکھنا ہے۔ اور جب سے ان علماء نے مخالفت شروع کی ہے اور اتحاد کیا ہے مخالفت کا، اس وقت سے ان مجاہدین کو پاکستان میں جہاں سب سے زیادہ مخالفت ہے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا برکتیں عطا فرمائی ہیں، کیا ملک پارہ پارہ نہیں ہو گیا؟ ہر گلی دوسری گلی سے جدا نہیں ہو گئی؟ کیا عزتوں کا احترام اٹھ نہیں گیا؟ کیا رمضان میں گینگ ریپ کے واقعات نہیں ہوئے؟ کیا بچوں کی زندگی کا امن نہیں اٹھا؟ کیا اغوا کے واقعات بڑھ نہیں گئے؟ ڈاکہ، چوری، قتل وغارت، دھماکے، بندوق کی نالی پر لوٹ لینا یہ کیا گھر گھر روزمرہ ہونے والے واقعات نہیں ہیں؟ خدا یہ انعام دیا کرتا ہے اپنے نیک مجاہد بندوں کو!؟

پس جب سے احمدیت کی مخالفت میں پاکستان کے علماء نے خصوصیت سے گٹھ جوڑ کیا ہے اس دن سے آج تک تاریخ کا مطالعہ کر لیں اور پہلے کی تاریخ دیکھ لیں، زمین آسمان کا فرق پڑ چکا ہے۔ سیاست پھٹ گئی ہے، صوبے جدا جدا ہو گئے، لوگوں کے دل پھٹ گئے، ظلم وسفاکی کا دور دورہ ہو گیا، عدالتوں سے انصاف اٹھ گئے۔ اب خدا اپنے نیک پاک بندوں کو جو اس کی خاطر جہاد کرتے ہیں ایسا اجر تو نہیں دیا کرتا۔ کبھی سنا ہے آپ نے کہ خدا نے ایسا اجر دیا ہو؟ تو اگر ہم جھوٹے ہیں تو یہ پکے جھوٹے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ خدا نے جھوٹوں والا سلوک کر کے دکھا دیا ہے جو کبھی بھی سچوں کے ساتھ نہیں ہوتا۔

اور ہمارا کیا حال ہے۔ جب سے ہمیں انہوں نے اسلام سے باہر نکال کر پھینکنے کی کوشش کی ہے جماعت احمدیہ کو اتنی تیزی سے دنیا میں ترقی نصیب ہوئی ہے کہ پہلے جو سو سال میں نہیں ہوتی تھی وہ ایک سال میں ہونے لگ گئی ہے۔ گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جلسہ سالانہ پر جو ٹیلیویژن کے ذریعہ مَیں نے بیعتیں لی تھیں ایک سال کی سولہ لاکھ تھیں۔ اب بتائیں ایک دن میں سولہ لاکھ بیعتیں، سال بھر کی مگر اکٹھی ایک دن میں ہوئی ہیں۔ یہ کسی احمدی کے میرے یہاں آنے سے پہلے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ چند ہزار ہوا کرتی تھیں۔ تو سلوک خدا نے عجیب شروع کر دیا ہے۔ خدا کو ہو کیا گیا ہے، جھوٹوں کو اتنی برکت اور سچوں سے ایسی دشمنی کہ جو تھوڑا بہت سچ رہ گیا تھا وہ بھی ان سے کھینچ نکالا۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت کے متعلق اتنا جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ آدمی شمار ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے ان باتوں پر غور فرمائیں تو آپ کو فرق کی وجہ سمجھ میں آجائے گی۔ ہم ایک امام کو ماننے کی وجہ سے امت سے جدا کئے گئے اور اس امام کی مخالفت کی بنا پر یہ اکٹھے ہوئے، آپس کے عقیدہ کے اتفاق کی وجہ سے اکٹھے نہیں ہوئے۔ آج تک اسی طرح ہیں، جو وہاں وہابی عقیدہ تھا اب بھی وہابی عقیدہ ہے، جو شیعہ عقیدہ تھا اب بھی شیعہ عقیدہ ہے اس لئے اتفاق کیسا ہوا۔

☆......☆......☆......☆

احمدیوں اور غیر احمدیوں کی نماز میں فرق

انہی صاحب کے دوسرے سوال نماز میں فرق سے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ تو بڑی سادہ سی بات ہے۔ نماز کے الفاظ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مروی ہیں ہماری اور آپ کی نماز کے درمیان ایک ذرہ کا بھی فرق نہیں ہے۔ قبلہ وہی ہے، مسائل وہی ہیں، وضو کے، غسل کے، نماز کے الفاظ کے اور دعاؤں کے جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں ایک ذرہ کا بھی فرق نہیں۔ اس لئے یہ بات اگر کوئی کہتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ اب کوئی جھوٹ بولے تو اس کا کیا علاج کریں۔ سو فیصدی وہی نماز ہے۔ اب یہاں ہوگی وہی نماز۔ آپ دیکھ لینا مَیں کس طرح نماز پڑھاتا ہوں، کیا پڑھتا ہوں، صاف نظر آجائے گا آپ کو کہ نماز وہ ہے کہ نہیں۔

مہمان دوست نے پھر کہا کہ کسی نے یہ کہا تھا کہ شاید آپ نے تھوڑی سی ترمیم کر دی ہے جو کہ آپ نے اپنے احمدی نظریہ کے مطابق کی ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: مَیں سمجھ گیا ہوں جزاک اللہ۔ آپ کا سوال بالکل صاف ہے، مجھے آپ کے سوال پر ذرہ بھی اعتراض نہیں۔ آپ تو شریف النفس صاف آدمی ہیں، کوئی غلط بات نہیں کی آپ نے۔ جو جھوٹ ہے مَیں آپ کو یہی کہہ سکتا ہوں کہ جھوٹ ہے۔ ایک ذرہ بھی ترمیم نہیں کی گئی، ایک نقطہ بھی ترمیم نہیں کی اور اگر ہم کریں تو ہم کافر ہو جائیں گے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ نماز جو آپؐ نے سمجھی ہے اس میں ترمیم کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا اور اسلام سے خارج ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اُن اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو کسی ملک کی جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۴؍مئی ۲۰۰۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت کے بارہ میں ایک مضمون (مرتبہ: مکرم انتصار احمد نذر صاحب) شامل اشاعت ہے۔

مکرم محمود احمد شاہد صاحب سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؒ کے ساتھ مَیں حضورؒ کی زمین پر گیا تو آپؒ نے مجھے ایک امرود توڑ کر دیا جو مَیں نے کھالیا۔ پھر آپؒ نے ایک امرود اَور دیا جو مَیں کھانے لگا تو فرمایا: ''یہ نہ کھاؤ، یہ اپنی بیوی کیلئے رکھو۔ زندگی خوشگوار بنانے کے لئے معمولی معمولی باتیں بہت بڑا نتیجہ پیدا کرتی ہیں، انہیں نظرانداز نہیں کرنا چاہئے''۔

آپ مزید بیان کرتے ہیں کہ خلیفہ بننے سے کچھ عرصہ قبل حضورؒ ہر جمعرات کو مسجد مبارک میں درس دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مَیں گولبازار میں کھڑا تھا کہ حضورؒ نے کار روکی، اُتر کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا: مسجد چلو۔ مَیں نے کہا کہ ابھی تک تو اردو کی سمجھ ٹھیک نہیں آتی۔ فرمایا: سمجھنے کی بات تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، جتنا وقت اللہ کے گھر میں رہو گے، اتنا ثواب ہوگا۔

ایک مربی سلسلہ نے حضورؒ کی خدمت میں لکھا کہ صدر انجمن احمدیہ اُنہیں چند سو روپیہ نہیں دے رہی جو اُن کا حق ہے۔ حضورؒ نے رپورٹ منگوائی تو معلوم ہوا کہ قواعد کے مطابق اُن کا حق نہیں ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے اُن کی مطلوبہ رقم ذاتی طور پر اُن کو عطا فرماتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ اُنہیں سمجھا دیا جائے کہ صدر انجمن اپنے قواعد کے ہاتھوں مجبور ہے۔

محترم چودھری ظہور احمد باجوہ صاحب لکھتے ہیں کہ مالی لین دین کے ایک جھگڑے میں معمولی رقم ادا نہ کرنے پر نظام جماعت کے تحت ایک شخص کے خلاف تعزیری کارروائی کی سفارش حضورؒ کی خدمت میں کی گئی تو حضورؒ نے اپنی جیب سے وہ رقم ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ رقم دوسرے فریق کو ادا کردی جائے اور اتنی معمولی رقم کیلئے مَیں یہ خیال کروں کہ کوئی احمدی نہیں رہا، اس پر انشراح نہیں۔

مکرم ڈاکٹر سلطان محمود شاہد صاحب لکھتے ہیں کہ ایک پروفیسر صاحب نے میرے بارہ میں کچھ غلط باتیں کیں تو مَیں نے اُنہیں سٹاف روم میں سخت سست کہا۔ وہ حضورؒ (پرنسپل) سے میری شکایت کرنے گئے تو کسی کام سے مَیں بھی وہاں چلا گیا۔ حضورؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ''یہ ایسے ہی آپکی شکایت کررہے ہیں، بھلا آپ ان کو سخت سست کیوں کہیں گے؟''۔ مجھے یاد نہیں کہ حضورؒ نے اپنے زمانہ پرنسپل کے دوران کسی استاد کو کوئی سخت کلمہ کہا ہو یا کسی کے خلاف ایکشن لینے کی بجائے حضورؒ نے مشفقانہ انداز میں سمجھانہ دیا ہو۔

حضورؒ کو اگر سرزنش کرنے کی ضرورت بھی ہوتی تو نام لئے بغیر کرتے۔ ایک بار امتحانات کے رجسٹرار نے شکایت کی کہ فلاں استاد اپنے پرچے کا نتیجہ نہیں دے رہے...... حضورؒ نے فوری سٹاف میٹنگ بلائی اور فرمایا کہ تمام اساتذہ آج ہی نتائج کی فہرست دے کر جائیں، اس میں کوتاہی نہ ہو۔ یہ کہہ کر حضورؒ تشریف لے گئے اور وہ استاد جنہوں نے کام مکمل نہیں کیا تھا وہ سٹاف روم سے اُس وقت تک نہیں ہلے جب تک کام مکمل نہ ہوگیا۔

مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب بیان کرتے ہیں کہ لاہور کے کالج کے زمانہ میں دریائے راوی میں ہمارے کالج اور اسلامیہ کالج کا کشتی رانی کا فائنل مقابلہ تھا۔ دونوں کالجوں کے طلبہ جمع تھے، نعرہ بازی بھی ہورہی تھی اور فضا میں کدورت بہت تھی۔ اسلامیہ کالج کے پرنسپل صاحب نے مائیک پر آکر اعلان کیا کہ اگر اُن کی ٹیم نے ٹی آئی کالج کی ٹیم کو ہرا دیا تو وہ اپنی ٹیم کو سو روپے انعام دیں گے۔ اس پر حضورؒ نے فوراً مائیک پر آکر اعلان کیا کہ اگر اسلامیہ کالج کی ٹیم نے ٹی آئی کالج کی ٹیم کو ہرا دیا تو حضورؒ کی طرف سے بھی سو روپے انعام اسلامیہ کالج کی ٹیم کو دیا جائے گا۔ اس پر اسلامیہ کالج کی طرف سے زوردار نعرہ بلند ہوا: ''پرنسپل ٹی آئی کالج زندہ باد'' اور اس طرح ساری کدورت دُور ہوگئی۔ حضورؒ کے اعلان سے دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ ہماری ٹیم کو احساس ہوا کہ ہمارے پرنسپل صاحب کو ہماری فتح پر کس قدر یقین ہے۔ چنانچہ جب مقابلہ ہوا تو چیمپئن شِپ ٹی آئی کالج کے حصہ میں آئی۔

مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ لکھتے ہیں کہ کالجوں میں سالِ اوّل کے طلبہ کو بے وقوف بنانے کا رواج ہے لیکن حضورؒ نے پہلے ہی دن ہال میں کالج کے تمام طلبہ کو جمع کرکے ایک پُرمغز تقریر میں فرمایا کہ ایک بات مَیں آپ کو بتادوں کہ ہم اس کالج میں بیوقوفوں کو داخلہ نہیں دیتے لہٰذا کسی کو بے وقوف بنانے کی کوشش نہ کریں۔

حضورؒ کے ایک بیٹے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ہوسٹل کے ایک لڑکے کو بدنی سزا دی۔ اُس کے جانے کے بعد اداس ہوگئے اور مجھے اپنے ہمراہ لے کر ہوسٹل پہنچے۔ وہ لڑکا لیٹا ہوا تھا۔ حضورؒ کو دیکھ کر کھڑا ہوگیا۔ حضورؒ نے اُسے پیار سے گلے لگایا، سمجھایا اور پھر کالج ٹک شاپ پر لے جاکر دودھ پلوایا اور بڑی محبت کا اظہار فرماتے رہے۔

آپ مزید لکھتے ہیں کہ کالج کے برآمدہ میں ہم چند دوست کھڑے تھے۔ ایک لڑکا منہ سے سیٹی بجا رہا تھا۔ اچانک ہماری نظر اٹھی تو حضورؒ اپنی کوٹھی سے دفتر کی طرف جارہے تھے۔ ہم اِدھر اُدھر ہوگئے لیکن سیٹی بجانے والے کی پیٹھ چونکہ حضورؒ کی طرف تھی اسلئے وہ سیٹی بجاتا رہا۔ حضورؒ اُس کے قریب آئے، اُس کے کان میں کچھ کہا اور چلے گئے۔ بعد میں اُس نے بتایا کہ حضورؒ نے صرف اتنا کہا تھا: ''اچھے لڑکے سیٹیاں نہیں بجاتے''۔ اس واقعہ کا اُس پر اتنا اثر تھا کہ پھر مَیں نے کبھی اُسے سیٹی بجاتے نہیں دیکھا۔

......❁......❁......❁......

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی زمانہ طالبعلمی میں کہی گئی ایک نظم سے منتخب اشعار ہدیۂ قارئین ہیں جو حضورؒ کی ڈائری میں ۱۴؍مارچ ۱۹۲۸ء کی تاریخ کے تحت درج ہے اور ''حیات ناصر'' سے ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ جون ۲۰۰۱ء میں منقول ہے۔

دنیا کے کام بے شک کرتا رہوں گا مَیں بھی
لیکن مَیں جان و دل سے اُس یار کا رہوں گا
اخلاق میں مَیں افضل، علم و ہنر میں اعلیٰ
احمد کی رہ پہ چل کر بدرالدجیٰ بنوں گا
سارے علوم کا ہاں منبع ہے ذات جس کی
اس سے مَیں علم لے کر دنیا کو آگے دوں گا
جو کچھ کہوں زباں سے ناصر مَیں کر دکھاؤں
ہو رحم اے خدایا! تا فضل تیرے پاؤں

......❁......❁......❁......

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۰۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرت کے بارہ میں ایک مضمون (مرتبہ: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب) شامل اشاعت ہے۔

۱۹۵۳ء میں جماعت احمدیہ لاہور کے مرکز کی تلاشی کے دوران پولیس کو ایک سنہری دستہ والا آرائشی خنجر بھی ملا جو حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو آپؒ کے سسر نے شادی کے موقع پر تحفۃً دیا تھا اور جو شاہی خاندانِ مالیر کوٹلہ کی نادر اشیاء میں سے تھا۔ یہ خنجر حضورؒ کی بیگم صاحبہ مرحومہ کے زیورات کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ قانون کے مطابق ہندوستان کے ہر والئی ریاست اور اُس کے خاندان کے لوگ اسلحہ ایکٹ سے مستثنیٰ ہیں لیکن پولیس نے حضورؒ کو گرفتار کرلیا۔ اسی طرح حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کو بھی ایک کرچ رکھنے کے جرم میں قید کرلیا گیا۔ آپؓ کی عمر ۶۲ سال تھی اور یہ کرچ ایک کمپنی نے آپؓ کو دی تھی اور اس کرچ سے متعلق کمپنی کے نام تمام ترخط و کتابت بھی آپؓ کے پاس موجود تھی۔ لیکن ان جرائم کی پاداش میں مارشل لاء کے تحت ان دونوں بزرگوں کو پانچ سال اور ایک سال قید اور پانچ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزائیں سنائی گئیں۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) بشارت احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُن کے ایک آرمی افسر نے بتایا کہ ۱۹۵۳ء میں اُنہیں حضورؒ کی گرفتاری کے وارنٹ دیئے گئے۔ جب یہ افسر حضورؒ کی قیام گاہ رتن باغ پہنچے تو گھنٹی بجانے پر ملازم نے آکر اطلاع دی کہ حضورؒ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر حضورؒ بھی تشریف لے آئے اور وارنٹ دیکھ کر فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو مَیں اٹیچی کیس لے لوں۔ پھر گھر والوں کو خدا حافظ کہا اور ساتھ چل پڑے۔

یہی افسر بیان کرتے ہیں کہ دو روز بعد ایک بڑے عالم دین کی گرفتاری کے وارنٹ بھی انہیں دیئے گئے۔ جب یہ رات گئے اُن کے ہاں پہنچے تو کافی دیر دروازہ کھٹکھٹانے پر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ پھر ایک نوکر نے آکر بتایا کہ مولانا سورہے ہیں۔ تاہم جب وہ باہر آئے تو صورتحال معلوم ہونے پر وہ اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے رعب ڈالنے لگے۔ ...... تب یہ افسر سوچنے لگے کہ ''کافر'' تو تہجد پڑھ رہا تھا اور دوسری طرف بزعم خود یہ عالم دین توکل اور بردباری سے قطعاً عاری ہے۔

مکرم کرنل صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۶ء میں میرے ایک دوست جو ۱۹۵۳ء میں مارشل لاء کے دور میں ڈیوٹی پر تھے بیان کیا کہ بعض آرمی افسروں کا کام یہ تھا کہ جیل میں جاکر مقدمات کے فیصلے ملزموں کو سنایا کریں۔ اُن کا مشاہدہ تھا کہ جن کو سزا سنائی جاتی تھی وہ غیظ و غضب میں آجاتے، کچھ سکتہ میں آجاتے، بعض شدید مایوس ہوجاتے اور بعض اپنی بے گناہی کے واسطے دینے لگتے۔ ایک بار اس آرمی افسر کو جس ملزم کی طرف سزا سنانے کے لئے بھیجا گیا وہ حضورؒ تھے۔ انہوں نے حضورؒ کے پاس جاکر چارج شیٹ اور سزا انگریزی میں پڑھ کر سنائی۔ جب ساری کارروائی پڑھ کر سنادی گئی تو حضورؒ نے کسی تعجب، حیرانگی یا گھبراہٹ کا اظہار کئے بغیر جانے کی اجازت چاہی۔ کیپٹن صاحب تو کسی ردّعمل کے منتظر تھے، کہنے لگے کہ شاید آپ انگریزی نہ سمجھے ہوں، مَیں اردو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا کہ مَیں آکسفورڈ کا گریجوایٹ ہوں۔ اس پر کیپٹن صاحب حیرت زدہ رہ گئے کہ صرف ایک خاندانی زیبائشی خنجر رکھنے پر جو سزا اور جرمانہ ہوا تھا، وہ بہت شدید تھے۔

محترم چودھری محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضورؒ کی قید کے دوران وہ حضورؒ کے لئے کچھ پان لے گئے اور ملاقات کے دوران پیش کئے تو حضورؒ نے یہ فرماتے ہوئے پان لینے سے انکار کردیا کہ یہ تو خلاف قانون بات ہے۔

مکرم ملک عبدالربّ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء میں مجھے مچھ جیل (بلوچستان) سے سنٹرل جیل لاہور میں منتقل کردیا گیا جہاں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ قید تھے۔ مَیں روزانہ ان بزرگوں کی ملاقات کے لئے جاتا لیکن کبھی ان کے چہروں پر کسی کرب یا بے چینی کا تاثر نہیں دیکھا۔ کئی مرتبہ جب حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کو دبانا چاہا تو آپؓ حضرت میاں صاحبؒ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے کہ میری بجائے میاں صاحب کو دباؤ۔ اس اشارہ کا مطلب مجھے اُس وقت سمجھ آیا جب حضورؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ جیل کی رفاقت کی وجہ سے حضورؒ نے مجھے خلافت سے پہلے اور بعد میں اتنا پیار دیا جو شاید میرے والدین نے بھی مجھے نہ دیا ہو۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
14/06/2002 – 20/06/2002

MTA Muslim Television AHMADIYYA

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Friday 14TH June 2002
14 Ihsan 1381
2 Rabi-al-sani 1423

00.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01.00 Yassarnal Quran No.20 With Qari Muhammad Ashiq Sb. Presentation MTA Pakistan
01.30 Majlis Irfaan: Rec.07.05.02 With Urdu Speaking Friends
02.30 MTA Sports: 'All Rabwah Badminton & Table Tennis Tournament' – Singles Final Junior Match. Organised by Iwaan-e-Mahmood sports club, Rabwah.
03:20 Around The Globe: Documentary About Nasa & the Aeroplane. Part 6 Presentation MTA USA
04.20 Seerat-un-Nabi (SAW): Pro. No.47 Host: Saud A. Khan Sb.
04.55 Homoeopathy Class: No.80 Rec.02.05.95
06.05 Tilaawat, MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.133 Rec.29.02.96
07.35 Siraiki Service: A discussion in Siraiki on the topic of Seerat-un-Nabi (saw). Hosted by Jamal-ud-Din Shams.
08.40 Majlis Irfaan: ®
09.40 Taa'ruf: Interview with Mujeeb-ur-Rahman Advocate.
10.15 Indonesian Service: Various Items
11.25 Seerat-un-Nabi: ®
12.00 Friday Sermon: Live
13:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, News
14.00 Bangla Mulaaqaat: Rec.04.06.02
15.05 Friday Sermon: Rec.14.06.02 ®
16.05 Yassarnal Quran: No 20 ®
16.30 French Service: Various Items in French
17.30 German Service: Various Items in German
18.35 Liqaa Ma'al Arab: No.133 ®
19.40 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.40 Majlis-e-Irfaan: Rec. 07.05.00
21.45 Friday Sermon: Rec 14.06.02 ®
22.45 Dars-e-Hadith.
22.55 Homeopathy Class No.80 ®

Saturday 15th June 2002
15 Ihsan 1381
3 Rabi-al-sani 1423

00.05 Tilawat, News, Dars-e-Hadith
01.00 Yassarnal Quran No.19
01.20 Q/A Session: Rec.22.12.96 With English Speaking Friends
02.35 Kehkashaan: Discussion on the topic 'Infaaq-fi-sabil-Allah'
03.10 Urdu Class: Lesson No.418 – Rec.14.10.98
04.20 Le Francais C'est Facile: No.21
04.55 German Mulaaqaat: Rec.05.06.02
06.05 Tilawat, News,
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.134 Rec 05.03.96
07.40 French Service: Classe des Enfants
08.25 Dars-ul-Qur'an: Session No.19 Rec.12.02.96
10.10 Indonesian Service.
11.10 Kehkashaan: ®
11.30 Safar Ham Nay Kiyaa: A documentary about a Visit to Niltar, Pakistan
12.05 Tilawat, Dars-e-Hadith, News
12.50 Urdu Class: Lesson No.418 ®
14.00 Bengali Shomprochar: Various Items
15.05 Children's Class: With Hazoor Rec 15.06.02
16.05 French Service: ®
16.50 German Service: Various Items in German
17.55 Liqaa Ma'al Arab: No. 134 ®
19.05 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.05 Yassarnal Quran: ®
20.25 Q/A Session: ®
21.25 Children's Class: With Hazoor ®
22.25 German Mulaaqaat: Rec.05.06.02 ®
23.30 Safar Ham Nay Kiyaa: ®

Sunday 16th June 2002
16 Ihsan 1381
4 Rabi-al-sani 1423

00.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
01.00 Children's Class: With Hazoor Rec.17.03.01 – Part 1
01.30 Q/A Session: In Urdu - Rec.17.06.94
02.15 Books of Hadhrat Khalifatul Masih I: Discussion Programme
03.05 Friday Sermon: Rec.14.06.02 ®
04.05 Urdu Asbaaq: Learning how to read and write Urdu with Chaudhary Hadi Ali. No 18
04.40 Safar Hum Nay Kiyaa: A Visit to Valley of Shandoor, Pakistan.
05.00 Lajna Mulaaqaat: Rec: 09.06.02
06.05 Tilawat, MTA International News
06.40 Liqaa Ma'al Arab: Session No.135 Rec.06.03.96
07.40 Spanish Service: F/S Rec.10.08.98 With Spanish Translation
08.50 Moshaa'irah: An evening with Rasheed Qasarani Sb.
09.45 Tehrik-e-Ahamdiyyat: A quiz pro. No.18
10.15 Indonesian Service.
11.15 Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®
12.05 Tilawat, Seerat un Nabi (saw), News
13.00 Majlis-e-Irfaan : Rec.07.05.02
14.00 Bangla Shomprochar: Various Items
15.05 Lajna Mulaaqaat: Rec.09.06.02 ®
16.05 Friday Sermon: Rec 14.06.02. ®
17.05 German Service: Various Items
18.10 Liqaa Ma'al Arab: Session No.135 ®
19.10 Arabic Service: Various Items
20.10 Children's Class with Hazoor: ®
20.40 Question and Answer: ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
21.30 Moshaa'irah: ®
22.15 Mulaaqaat: ®
23.15 Tehrik-e-Ahamdiyyat: ®

Monday 17th June 2002
17 Ihsan 1381
5 Rabi-al-sani 1423

00.05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, News
01.00 Children's Corner: Kudak No.28 Presentation MTA Pakistan
01.15 Hikaayaat-e-Shireen: Children's programme in Urdu language.
01.30 Q/A Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad & English speaking guests. Rec.22.12.96
02.30 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme
03.10 Urdu Class: Lesson No.419 Rec.16.10.98
04.25 Learning Chinese: Learn Chinese with Muhammad Usman Chou.
05.00 French Mulaqaat. Rec. 10.06.02
06.05 Tilawat, MTA International News.
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.136 Rec:07.03.96
07.35 Chinese Programme: Reading from the Chinese book 'Islam among Religions' by Muhammad Usman Chou.
08.05 Spotlight: Urdu speech on 'The distinctive aspects of Ahmadiyyat' by Sabeer A. Haral Sb
08.45 Q/A session. ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
09.50 Quiz Khutabaat-e-Imam: Quiz about the Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.35 Indonesian service.
11.35 Safar Hum Nay Kiyaa: A documentary about Nusrat Jahaan Academy, Rabwah, Pakistan.
12.05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, News
13.00 Urdu Class: No. 419 ®
14.15 Bangla Shomprochar
15.20 French Mulaaqaat: Rec 10.06.02 ®
16.20 French Service
17.20 German Service
18.20 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.25 Arabic Service.
20.25 Childrens corner: Kudak. Programme No.28 ®
20.40 Question and Answer Session: ®
21.40 Ruhaani Khazaa'en.®
22.15 French Mulaaqaat: ®
23.30 Safar Hum Nay Kiyaa: ®

Tuesday 18th June 2002
18 Ihsan 1381
6 Rabi-al-sani 1423

00.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
00.55 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau
01.30 Ilmi Khatabaat: Topic 'Islamic solutions to economic problems' speech by Ch. Muhammad Zafrullah Khan Sb. - delivered at the occasion of the Jalsa Salana, Rabwah, Pakistan in 1968
02.35 Medical Matters: A discussion on the topic: 'Healthy Diet' – Host: Syed Qasim-ul-Islam. Part 6.
03.15 Around the Globe: A documentary in English about 'Whitefish Bay shipwrecks'. Courtesy of MTA USA
04.15 Lajna Magazine: Programme No.17
05.00 Bengali Mulaaqaat: Rec.11.06.02
06.05 Tilawat, MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.139 Rec. 14.03.96
07.35 MTA Sports: All Rabwah Badminton & Table Tennis tournament. Singles final, junior match Organised by Iwaan-e-Mahmood sports club.
08.20 Dars-e-Hadith: Sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw) with its Urdu translation.
08.45 Dars-ul-Qur'an: Class no.20. Recorded on 12.02.96
10.10 Indonesian Service.
11.10 Medical Matters : Discussion on the topic: "Healthy Diet." Part 6®
12.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith , MTA News
13.00 Q/A Session: With English Speaking Friends, Rec: 22.12.96
14.00 Bangla Shomprochar.
15.05 German Mulaqaat: Rec.05.06.02
16.05 French Service.
17.05 German Service.
18.10 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.15 Arabic Service.
20.15 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau ®
20.55 Ilmi Khataabaat: Jalsa Salana, Rabwah ®
21.50 Around The Globe: ®
22.50 From The Archives: F/S Rec.13.02.98

Wednesday 19th June 2002
19 Ihsan 1381
7 Rabi-al-sani 1423

00.05 Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
01.00 Children's Corner: Guldastah No.37
01.30 Reply to Allegations: With Hazoor In Urdu – Rec.19.01.94
02.15 Spotlight: Speech in Urdu by Ch. Hameed Ullah Sb. On Occasion of Jalsa Yaum-e-Khilafat - Pakistan
02.30 Hamaari Kaa'enaat: Prog. No.12 Topic ' Lunar eclipse'
03.10 Urdu Class: Lesson No.420 – Rec.17.10.98
04.30 Handicrafts Exhibition: Khuddam-ul-Ahmadiyya
05.00 Children's Mulaaqaat: Rec.15.08.00
06.00 Tilawat, MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.140 Rec: 27.03.96
07.35 Swahili Service: F/S Rec:17.07.98
09.00 Reply to Allegations ®
09.45 Spotlight ®
10.15 Indonesian Service.
11.25 Hadicrafts Exhibition: ®
12.05 Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
12.45 Urdu Class: ®
14.05 Bangla Shomprochar
15.10 Children's Mulaaqaat: rec. 15.08.00
16.05 French Mulaaqaat: Rec.18.09.00
17.15 German Service.
18.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.140 ®
19.15 Arabic Service: Various Items In Arabic
20.15 Guldastah: Programme No.37
20.40 Reply to Allegations: ®
21.30 Hamaari Kaa'enaat: Programme No.12 ®
22.00 Mulaaqaat: Question and Answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV and children. Rec. on 15.08.00
23.00 Handicrafts Exhibition: ®
23.30 Spotlight: ®

Thursday 20th June 2002
20 Ihsan 1381
8 Rabi-al Sani 1423

00.05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, News
00:55 Children's Corner: An educational And entertaining programme, based on children's Waqifeen-e-Nau Syllabus.
01.30 Q/A Session: Rec.13.9.95 with Bosnian & Albanians guests Heldin Munich, Germany
02.30 MTA Lifestyle: Hunar. Programme giving tips on how to do Pot painting.
02.50 Al Maa'idah: Cookery programme teaching you how to prepare "Potato & egg dish"
03.15 Canadian Horizon: Children's Class No.24 Presentation MTA Canada
04.25 Computers for Everyone: Topic: 'Command of DOS' Lesson 19, Host Ghulam Qadir Sb. MTA Pakistan.
05.00 Tarjumatul Quran Class: With Hazoor Class No.257 – Rec.14.07.98
06.00 Tilawat, MTA International News.
06.25 Liqaa Ma'al Arab:Session No.141 Rec.26.03.96
07.30 Sindhi Service: F/S 23.05.97 in Sindhi language.
08.50 Question & Answer Session: ®
09.50 Spotlight: Speech by Hameed Ullah ' Seerat-un Nabi' (saw) – On Jalsa Seerat-un -Nabi (saw)
10.10 Indonesian Service.
11.15 MTA Travel: A documentary: ' Along the Thames,' also covering the towns; Oxford, Windsor, and Hampton Court.
11.40 Al Maa'idah: ®
12.05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, News
13.00 Q/A Session : ®
13.55 Bangla Shomprochar: Rec 16.08.96
15.00 Tarjamatul Qur'an Class no. 257 ®
16.00 French Service.
17.00 German Service.
18.05 Liqaa Ma'al Arab: Session No.141 ®
19.10 Arabic Service.
20.10 Children's Waqfeen-e-Nau Prog: ®
20.45 Question & Answer ® With Hadhrat Khalifatul Masih IV
21.45 MTA Lifestyle: Hunar ®
22.05 MTA Lifestyle: Al Maai'dah ®
22.30 Tarjumatul Quran Class: No.257 ®
23.30 MTA Travel: ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8875 1285

Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 | Friday, June 14, 2002 | Issue No. 24

دارالسلام (تنزانیہ) میں یومِ تبلیغ کا کامیاب انعقاد

ایک ہی دن میں شہر کی گلی گلی میں جماعت احمدیہ کے چرچے

(رپورٹ : مبارك محمود مبلغ سلسله ٹانگا ۔ تنزانیه)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۲ء کو جماعت احمدیہ تنزانیہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ایک کامیاب یوم تبلیغ منایا جس کے ذریعہ جماعت احمدیہ تنزانیہ کو پہلی بار ایک ہی دن میں ایک لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کا موقعہ ملا۔ دارالسلام ملک کا سب سے بڑا شہر ہے جس کی آبادی تقریباً چار ملین سے زیادہ ہے۔ اب تک الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں یہاں سے لوگ احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ لیکن بہت بڑا حصہ آبادی کا ابھی باقی ہے جن تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے کوشش جاری ہے۔

تیاری

اس پروگرام کو کامیاب بنانے اور مکمل کرنے کی ذمہ داری نیشنل مجلس عاملہ کے سپرد تھی لیکن اس کے باقاعدہ طور پر نگران نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم علی سعید موسے صاحب تھے۔ اس یوم تبلیغ کے لئے ۷۰ ہزار کی تعداد میں ایک پمفلٹ "جماعت احمدیہ کا تعارف" اور ایک کتابچہ "جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی اہمیت" ۲۰ ہزار کی تعداد میں تیار کروائے گئے۔ دارالسلام کو تیس حصوں میں تقسیم کر کے ہر علاقہ کا ایک نگران مقرر کیا گیا اور ہر نگران کے تحت دس داعیان کی ٹیم تشکیل دی گئی۔

افتتاح

مورخہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۲ء اتوار کے روز صبح ساڑھے آٹھ بجے مسجد سلام میں مکرم مظفر احمد صاحب درانی امیر و مبلغ انچارج نے اس پروگرام کا افتتاح کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں داعیان کو اس پروگرام کی اہمیت بتائی اور طریق کار سے آگاہ کیا۔ اس پروگرام میں پورے ملک سے ۳۰۰ سے زائد داعیان نے شمولیت کی۔ افتتاح کے بعد ہر داعی کو پمفلٹ اور کتابچہ دیا گیا۔ ساڑھے نو بجے صبح تمام داعیان اپنے اپنے گروپ نگران کے ہمراہ تبلیغ کے لئے روانہ ہو گئے۔

کارکردگی کی رپورٹ

نماز مغرب و عشاء کے بعد اس پروگرام کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم امیر صاحب نے داعیان سے لی گئی رپورٹ کے مطابق اس یومِ تبلیغ کی کارکردگی پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ مجموعی طور پر ایک لاکھ سے زائد افراد تک داعیان الی اللہ کو احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ جس کے نتیجہ میں پہلا پھل بھی ۲۵ بیعتوں کی صورت میں عطا ہوا۔ اس کے علاوہ ۹۵,۰۰۰ شلنگ کی کتب بھی فروخت کی گئیں۔ داعیان کے تمام گروپس سے ایم ٹی اے کے لئے بھی انٹرویو ریکارڈ کیا گیا۔

اختتامی تقریب کے موقعہ پر ہر گروپ کے نگران کو بھی موقعہ دیا گیا کہ وہ اپنے تأثرات پیش کریں۔ احباب نے اس کارروائی کو بہت دلچسپی سے سنا اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس تقریب میں ۴۰ افراد نے شمولیت کی۔ داعیان کو اس کام سے جو خوشی اور لذت پہنچی وہ ناقابل بیان ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران بھی اس پروگرام کی نگرانی کرتے رہے جنہوں نے اپنے طور پر بعض علاقوں کا دورہ کر کے کام کا جائزہ لیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں اس بات پر بہت حیرت ہوئی کہ جہاں بھی ہم نے جماعت کا لٹریچر دینے کی کوشش کی ہمیں آگے سے یہی جواب ملتا تھا کہ یہ تو ہمیں پہلے سے مل چکا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ داعیان نے اپنے اپنے علاقہ میں بھرپور محنت سے کام کیا ہے۔

داعیانِ الی اللہ کے تأثرات

اکثر داعیان نے بتایا کہ جتنی تعداد میں لٹریچر انہوں نے وصول کیا تھا وہ بہت ہی ناکافی تھا۔ چنانچہ بعض داعیان نے تو مرکز سے دوبارہ رابطہ کر کے مزید لٹریچر حاصل کیا اور جو کسی وجہ سے مزید لٹریچر حاصل نہ کر سکے انہوں نے جماعت کی دوسری کتب فروخت کیں۔ اس کے علاوہ بہت سارے داعیان ایسے بھی تھے جو باقی وقت زبانی طور پر جماعت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ سب داعیان نے اس بات کا اظہار کیا کہ یہ پروگرام بہت ہی دلچسپ تھا۔ اس قسم کے پروگرام ہوتے رہنے چاہئیں۔ غیر از جماعت کے حوالہ سے بعض داعیان نے بتایا کہ ہمارے پیغام کو سن کر انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ بہت سے غیر از جماعت نے اس موقعہ پر جماعت کے مرکز میں بھی آنے کا وعدہ کیا۔

خدا تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں وسیع پیمانے پر پیغام حق پہنچانے کی توفیق عطا کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے اس کے بہترین نتائج عطا فرمائے۔

بنفورہ (برکینا فاسو) کے پہلے ریجنل جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: فاروق احمد رانا ۔ مربی سلسله بنفوره)

حضرت امام الزماں مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے جس جلسے کی بنیاد ۱۸۹۱ء میں رکھی تھی اس کی برکت سے اس کی شاخیں آج ساری دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ کیا یورپ اور امریکہ، کیا ایشیا اور افریقہ سب میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں جن سے توحید کی پیاسی روحیں سیراب ہوتی ہیں۔ اسی مقصد کے لئے ہم نے اپنے ریجن کے پہلے جلسہ سالانہ کا انعقاد کیا۔ یہ ایک نیا ریجن ہے جس کا قیام اپریل ۲۰۰۱ء میں ہوا۔

تیاری جلسہ

جلسہ کے انعقاد کے لئے ریجنل عاملہ سے میٹنگ کر کے تاریخ اور جگہ کا انتخاب کیا گیا جس کے مطابق ۲/فروری ۲۰۰۲ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت احمدیہ برکینا فاسو کی منظوری سے جلسہ کی تیاری کا کام شروع کر دیا گیا۔

اس ریجن میں چونکہ سب نومبایعین ہیں ماسوائے ایک جماعت کے اس لئے ان نئی جماعتوں کا بار بار دورہ کیا گیا اور ان کے صدران کو جلسہ کے متعلق ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

یہ جلسہ شہر کے "مے زُون دُلا فم" ایک سماجی ہال میں منعقد کیا گیا۔ اس ہال میں جلسہ کی تیاری کا سارا کام نومبایعین کے سپرد تھا۔ آٹھ جماعتوں سے دو دو تین تین افراد ایک دن قبل مشن ہاؤس پہنچے اور ان کی مختلف کمیٹیاں بنا دی گئیں جنہوں نے جلسہ گاہ کی تیاری کا کام سنبھالا۔ ہال کو اندر اور باہر سے مختلف قسم کے بینرز سے بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا ہر گزرنے والی آنکھ ان پر مرکوز ہوتی تھی۔ ہال کے باہر سائیکلوں اور کاروں کے لئے پارکنگ کا انتظام کیا گیا۔ اسی طرح مردانہ جلسہ گاہ سے متصل زنانہ جلسہ گاہ بھی بنایا گیا جس کے لئے ایک بڑا ٹینٹ لگایا گیا تھا۔ ہر دو جگہ لاؤڈ سپیکرز کا انتظام تھا۔ زنانہ جلسہ گاہ کو بھی مختلف قسم کے بینرز سے سجایا گیا۔

افتتاحی تقریب

جلسہ کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد مکرم امیر صاحب برکینا فاسو نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد لوکل مشنری عبدالحئی سانغوٹے صاحب نے سیرت النبیؐ پر تقریر کی جس کے بعد ایک اور لوکل مشنری مکرم ابو بکر صاحب نے "ظہور امام مہدیؑ" کے عنوان پر تقریر کی۔

ان تقاریر کے بعد سوال و جواب کی مجلس ہوئی جس میں لوگوں نے احمدیت کے متعلق سوالات کئے۔ یہ مجلس بہت کامیاب رہی۔ پھر نومبایعین نے اپنے اپنے تأثرات پیش کئے جس میں انہوں نے کہا کہ احمدیت اسلام کا حقیقی چہرہ ہے اور اسلام کا مستقبل احمدیت کے ساتھ ہے۔

اس تقریب میں ایک غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے جنہوں نے جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہوا تھا انہوں نے اپنے تأثرات میں کہا کہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے بڑھ کر کوئی کتاب پڑھنے کو نہیں ملی۔

دعا کے ساتھ یہ تقریب ختم ہوئی جس کے بعد نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور پھر کھانا پیش کیا گیا۔ یہ جلسہ ہر لحاظ سے بابرکت اور کامیاب رہا۔

بکسٹال

جلسہ گاہ میں اسلامی کتب کے لٹریچر پر مشتمل ایک بکسٹال بھی لگایا گیا جس میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی اور کافی تعداد میں لٹریچر فروخت ہوا۔

میڈیا

جلسہ کی اطلاع چونکہ اردگرد کے تمام دیہات میں کر دی گئی تھی اور اجتماعی دعوت نامے بھی دئے گئے تھے۔ میڈیا نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا۔ ریڈیو ایف ایم کے ذریعہ دو دفعہ جلسہ کے بارہ میں اعلانات ہوئے۔ اسی طرح نیشنل جلسہ سالانہ کے بارہ میں آدھے گھنٹے کا ایک خصوصی پروگرام نشر کیا گیا جس میں جلسہ کی غرض و غایت اور تاریخ بیان کی گئی۔ اس طرح ریڈیو کے ذریعہ دور دراز علاقوں میں اسلام کا پیغام پہنچا۔

نیشنل جلسہ سالانہ میں ہمارے علاقہ کے ۲۵۰۔ احمدی شامل ہوئے جو تین بسوں کے ذریعہ وہاں پہنچے اور جلسہ میں شامل ہوئے۔

اس جلسہ میں نومبایعین کی خاصی تعداد شامل ہوئی اور اس کا انتظام بھی نومبایعین نے خود ہی کیا اور جو کام ان کے سپرد کیا گیا انہوں نے خوش اسلوبی

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔